ابنِ صفی

جلد نمبر
7

جاسوسی دنیا

21- شاہی نقارہ

22- خون کا دریا

23- قاتل سنگریزے

جاسوسی دنیا نمبر 22

خون کا دریا

(مکمل ناول)

کیچڑ میں پھول

پچھلے پہر کی نکھری ہوئی چاندنی جنگل کے سرسبز سینے پر محیط تھی۔ چاروں طرف ایک لامتناہی سکوت پھیلا ہوا تھا۔ ہولے ہولے چلنے والی خنک ہوا ایسی لگ رہی تھی جیسے سوئے ہوئے جنگل کی خواب آور اور بوجھل سانسیں۔ دفعتاً تارجام والی سڑک پر کسی کار کی ہیڈ لائیٹس کی روشنی دکھائی دی اور پھر سناٹے میں انجن کی ہلکی آواز انتشار پھیلانے لگی۔ انسپکٹر فریدی کی خوبصورت کیڈی لاک سڑک کے سپاٹ سینے پر پھسلتی چلی جارہی تھی۔ وہ اس وقت تارجام سے واپس آرہا تھا۔ سرجنٹ حمید اس کے برابر بیٹھا جھکولے کھا رہا تھا۔ اس وقت ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہو اور جس کا ایک ہلکی سی جنبش پر بھی ہل جانا یقینی ہو۔ ایک آدھ بار تو اس کا سر اسٹیئرنگ سے بھی ٹکرا گیا تھا۔ فریدی اسے بار بار سنبھال لیتا تھا۔

حمید نشے میں تھا۔ اسے بُری طرح پلادی گئی تھی۔ اگر فریدی نے موقع پر بر وقت پہنچ کر مداخلت نہ کی ہوتی تو شاید وہ اسے پلاتے پلاتے مار ہی ڈالتے۔ فریدی نے اسے ایک اہم کام کے سلسلے میں تارجام بھیجا تھا۔ وہاں چند پولیس انسپکٹروں نے تفریحات میں پھانس لیا۔ حمید عادتاً شرابی نہیں تھا لیکن انہوں نے ایسے حالات پیدا کردیئے تھے کہ اسے مجبوراً پینی ہی پڑی۔ شروع میں اس نے سوچا تھا کہ وہ ایک آدھ پیگ سے زیادہ نہ پیئے گا مگر وہ پھر ایک اناڑی کی طرح ڈوبتا ہی چلا گیا۔ اگر فریدی وہاں نہ پہنچ گیا ہوتا تو معلوم نہیں وہ لوگ مذاق ہی مذاق میں اس کی کیا درگت

بنا دیتے۔ اس کا وہاں اس طرح پہنچ جانا محض اتفاق ہی پر مبنی نہ تھا۔ نہ اسے اس معاملے کے متعلق کوئی دوسری خاص بات یاد آتی اور نہ وہ وہاں پہنچتا، بہر حال وہ کسی طرح حمید کو اٹھالایا۔ پہلے اس نے اسے پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ لیکن حمید نشے کی حالت میں اول فول بکتا ہوا اچھل کر اس کے قریب آبیٹھا۔

اور جب کیڈی کے انجن سے ہلکی ہلکی آواز نکلنے لگی تو دفعتاً فریدی نے اسے کچے راستے پر موڑ لیا۔ یہ علاقہ اس کا اچھی طرح دیکھا بھالا ہوا تھا۔ اسے یاد آ گیا کہ قریب ہی ایک تالاب ہے جہاں سے وہ موٹر کے لئے پانی لے سکے گا۔

کار رک گئی اور حمید ایک جھٹکے کے ساتھ فریدی پر آ رہا۔

"ہیں ہیں ہیں۔" وہ اس کی گردن سے لپٹا ہوا منمنایا۔

"میری جان۔"

"ادھر ہٹو....!" فریدی نے اسے دھکا دیا۔

"میں تمہارے لئے سونے کا تاج.... محل.... بنوادوں گا۔" حمید فریدی کے اوپر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "مگر میری جان.... پہلے تم مر کر.... بھی تو دکھاؤ۔"

"چپ رہو۔" فریدی نے اس کی گردن دبوچ کر کہا۔

"مار ڈالو۔" حمید نے گھگھیا کر کہا۔ "میرا باپ بھی یتیم تھا....اور میں بھی لاوارث ہوں۔"

پھر اس نے اس طرح منہ بنایا جیسے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے گا۔

"دیکھو.... سور....اب اگر تم نے بکواس کی تو۔"

"ہمیں ڈانٹتی ہیں.... آں!"

"ابے میں عورت ہوں۔" فریدی نے چیخ کر پوچھا اور حمید کی ناک دبادی۔

"نہیں تم دیوی ہو۔" حمید نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں پوجتا ہوں۔ تم فرشتوں سے.... زیادہ تگڑی....اور قلوپطرہ کی طرح حاتم طائی ہو۔"

فریدی نے پھر اس کی پیٹھ پر ایک دھول جڑ دی اور پٹرول کے خالی ٹین لے کر نشیب میں اترنے لگا۔

تالاب کے مرتعش سینے پر چاند کی کرنیں مچل رہی تھیں۔ فریدی چلتے چلتے رک گیا۔ اسے

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دودھیا چاندنی اس کی نندا سی آنکھوں کی راہ سے روح کی گہرائیوں میں اترتی چلی جا رہی ہو۔ نیند کے مارے دماغ کا سناٹا جنگل کے سکوت سے ہم آہنگ سا ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ ایک عجیب سی مدہوشی اس کے ذہن پر مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے پٹرول کے دونوں ٹین زمین پر رکھ دیئے اور ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر سگار سلگانے لگا۔

نیند کی حالت میں بعض اوقات بڑے بڑے عجیب خیالات ذہن کے ڈھکے چھپے گوشوں سے شعور میں رینگ آتے ہیں۔ فریدی کا اونگھتا ہوا دماغ بھی کچھ بے تکے خیالات کی آماج گاہ بن گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ جس پتھر پر بیٹھا ہوا ہے وہ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ پھٹ بھی سکتا ہے۔ اس خیال سے پلٹی ہوئی کچھ یادیں بھی شعور کی سطح پر ابھر آئیں۔ ان میں ایک گدے دار کرسی بھی تھی جس کے گدے میں ایک ٹائم بم چھپا دیا گیا تھا اور جس نے ایک آدمی کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اسے دوا کی وہ بوتل یاد آئی جس میں کسی نے پھٹ جانے والا آتش گیر مادہ بھر دیا تھا ایک ایسی ربڑ کی گڑیا یاد آئی جس میں ایک مہلک دوا بھری ہوئی تھی اور جس نے ایک پورے خاندان کا صفایا کر دیا تھا۔ اس کا ذہن بھٹک ہی رہا تھا کہ اسے پے در پے ہارن کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ جھلا کر کھڑا ہو گیا۔ سچ مچ حمید پر آج بڑا تاؤ آیا تھا۔ پھر یہ معلوم ہونے پر کہ وہ ایک چکر میں پھنس کر اپنی یہ حالت بنا بیٹھا تھا۔ اس کا غصہ تو رفع ہو گیا تھا لیکن ابھی قدرے جھلاہٹ باقی تھی۔ جواب پھر آہستہ آہستہ غصہ میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

وہ پٹرول کے ٹین وہیں چھوڑ کر پھر کار کی طرف لوٹ گیا۔ حمید بے تحاشہ ہارن بجاتا جا رہا تھا۔

"ارے کم بخت کیا اب بیٹری کا بھی صفایا کر دے گا۔" فریدی اسے جھنجھوڑ کر بولا۔

"ارے تم آگئیں.... میری جان.... یہ اونٹ چلتا کیوں نہیں۔" حمید نے بچوں کی طرح ٹھنک کر کہا۔

فریدی نے اسے اگلی نشست سے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔

"بہت تگڑی ہو مری جان۔" حمید بڑبڑایا۔

"لیکن میں اپنے باپ کی دم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ.... تمہارے لئے ہاتھی دانت کا تاج محل ضرور بنواؤں گا۔"

فریدی تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے حمید کی ٹائی کھول کر اس کے ہاتھ باندھ دیئے

اور اپنی ٹائی سے پیر۔

"ارے.... ارے!" حمید روہانسا ہو کر بولا۔ "یہ اچھی محبت باندھتی ہیں.... آں۔"

"شٹ اپ....!" فریدی نے کہا اور حمید باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

فریدی نے چاہا کہ اس کا گلا دبا دے۔

وہ اسے چیختا چلاتا اور بڑبڑاتا چھوڑ کر پھر تالاب کی طرف اتر گیا۔ پٹرول کے خالی ٹین اٹھائے اور انہیں پانی سے بھرنے لگا۔

دونوں ٹین کا پانی موٹر میں ڈال کر پھر تالاب کی طرف بڑھا۔

اسے آج کے منحوس دن پر بھی غصہ آ رہا تھا۔ حمید کی اس حماقت کی بناء پر وہ غصے میں رات کا کھانا بھی بھول گیا تھا۔ تقریباً نو بجے وہ تارجام پہنچا تھا اور پھر حمید کو ڈھونڈتا ہوا اس ہوٹل کی طرف جا نکلا تھا جہاں وہ اور اس کے دوست رنگ رلیاں منا رہے تھے۔ پھر وہ حمید کو کار پر لاد کر فوراً ہی وہاں سے چل پڑا تھا۔

اس نے بھرے ہوئے ٹین زمین پر رکھ دیئے اور سیدھا کھڑا ہو کر سگار سلگانے لگا۔ نہ جانے کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر اور ٹھہرے۔ اس نیند کے باوجود بھی وہ وہاں ٹھہرنا چاہتا تھا جو فرصت کے لمحات میں اسے سب سے زیادہ عزیز ہوا کرتی تھی۔ اس کی نظریں تالاب کی چمکدار سطح سے چلتی ہوئی افق میں جا ڈوبیں۔ جہاں دو سیاہ ٹکرے ابھر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد چونک کر اس نے ٹین اٹھائے اور چلنے کیلئے مڑا ہی تھا کہ چند قدم کے فاصلے پر داہنی طرف کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ سنائی دی۔ اگر ساتھ ہی اسے ایک سایہ بھی نہ دکھائی دیا ہوتا تو شاید وہ اسے کوئی اہمیت دیئے بغیر آگے بڑھ جاتا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے ٹین پھرتی سے زمین پر رکھ دیئے اور اچھل کر ایک پتھر کی اوٹ میں ہو گیا۔ ہر وہ جرائم پیشہ جس کا اس سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ اس کا دشمن تھا لہٰذا ایسے موقع پر اس کا ہوشیار ہو کر احتیاطی تدابیر اختیار کرنا غیر ضروری نہیں تھا۔

وہ کئی سیکنڈ تک پتھر کی اوٹ سے جھانکتا رہا۔ لیکن پھر کوئی دکھائی نہ دیا۔

البتہ جھاڑیاں ہل رہی تھیں۔ وہ عجیب کش مکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ دوسرا قدم اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کا نیند کے بوجھ سے دبا ہوا ذہن پہلے کی نسبت کچھ صاف ہو گیا تھا۔ لیکن ابھی جسم پر کسل مندی طاری تھی۔ بہر حال یہ غلامت بھی اس بات کی دلیل تھی کہ وہ خائف نہیں

ہوا۔ ورنہ خوف کی حالت میں تو جسم میں غیر معمولی طور پر پھرتی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ذہن کی دسترس سے نکل کر اضطراری افعال کا شکار ہونے لگتا تھا۔

دفعتاً اسے حمید کا خیال آیا جسے وہ باندھ کر نشے کی حالت میں چھوڑ آیا تھا۔ اگر واقعی دشمن گھات میں تھا تو حمید کے لئے بھی وہ اتنا ہی مہلک ثابت ہو سکتا تھا جتنا کہ خود اس کے لئے۔

وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر آہستہ رینگتا ہوا اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔ پورے ڈھلوان میں لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے حرکت کرنے سے جھاڑیاں ہل رہی ہیں لیکن وہ اس وقت اور زیادہ احتیاط برت کر حمید کی جان خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ اس دوران میں اس نے سوچا کہ ممکن ہے وہ کوئی جانور رہا ہو۔ لیکن اسے اپنی آنکھوں پر شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ سایہ کسی آدمی کا ہی دکھائی دیا تھا۔ جھاڑیوں سے نکل کر وہ تیزی سے کار کے قریب آیا۔ حمید پچھلی سیٹ پر لیٹا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر بدستور بندھے ہوئے تھے البتہ لباس کی بے قاعدگی سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے سو جانے سے قبل بھی ہاتھ پیر کھولنے کی جدوجہد کی ہے۔

فریدی پرخیال انداز میں اس ڈھلان کی طرف دیکھنے لگا جدھر سے یہاں تک پہنچا تھا۔

دفعتاً اسے ایک چیخ سنائی دی۔ کسی عورت کی چیخ جو تالاب کی طرف سے آئی تھی۔ پھر دوسری چیخ سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی پانی پر ہاتھ پیر مار رہا ہو۔

فریدی تیزی سے ڈھلان کی طرف اترنے لگا۔ اس وقت اس کے دل سے کسی قسم کی سازش کا خیال قطعی نکل گیا تھا۔ چیخ پھر سنائی دی اور تالاب کی سطح پر دو ہاتھ نظر آئے، جو بے بسی کے عالم میں ادھر اُدھر جھول رہے تھے۔ فریدی نے کوٹ اتار کر الگ پھینکا اور جوتے پہنے ہی تالاب میں چھلانگ لگا دی۔

ڈوبنے والے نے اس کی گردن اپنے بازوؤں میں جکڑ لی۔ فریدی نے کوئی مزاحمت نہ کی کیونکہ اس نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ تالاب کی گہرائی زیادہ نہیں اور جب وہ ڈوبنے والے کی سمت سیدھا کھڑا ہوا تو پانی اس کی گردن تک تھا۔ وہ آہستہ آہستہ باہر آیا۔

کوئی عورت اس کی گردن سے بُری طرح چمٹی ہوئی تھی اور اسی حالت میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ فریدی نے بدقت تمام اسے اپنے جسم سے الگ کر کے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے کپڑے کیچڑ

سے لت پت ہو گئے تھے۔ فریدی نے سب سے پہلے اس کے پیٹ میں پانی نکالنے کی تدبیریں اختیار کیں۔ پھر سگار جلا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

یہ کوئی غیر ملکی عورت معلوم ہوتی تھی۔ اس کی رنگت انگریز یا فرانسیسی عورتوں کی طرح صاف نہیں تھی۔ گورے رنگ میں کچھ کچھ سنہرا پن سا تھا۔ بالوں کی رنگت کے متعلق اندازہ لگانا دشوار تھا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اخروٹ جیسی رنگت کے رہے ہوں۔ اس نے ایک ریشمی اسکرٹ پہن رکھا تھا۔ وہ کیچڑ میں آلودہ ہونے کی بناء پر اس کے جسم سے چپک کر رہ گیا تھا۔ فریدی نے اندازہ لگایا کہ وہ لڑکی اب خطرے میں نہیں ہے لہٰذا وہ اسے وہیں چھوڑ کر ان جھاڑیوں کی طرف متوجہ ہو گیا جن میں اسے سایہ دکھائی دیا تھا۔ یہ جھاڑیاں موٹے موٹے تنکوں کی شکل میں کھڑی ہوئی تھیں۔ فریدی کو اس قسم کی وہ جھاڑیاں یاد آ گئیں تھیں جو اس نے اکثر دلدلی خطوں میں دیکھی تھیں۔ اس کا خیال بالکل صحیح نکلا۔ یہاں بھی دلدل ہی تھا اور اس کا سلسلہ براہِ راست تالاب سے جاملا تھا۔ یہاں سے اسے وہ کچی سڑک صاف دکھائی دے رہی تھی جہاں اس نے اپنی کار کھڑی کر رکھی تھی۔ دلدل میں ایسے کچھ نشانات تھے۔

فریدی نے پھر مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ کچھ سوچتا رہا پھر لڑکی کو اٹھا کر کار تک لایا اور اسے اگلی نشست پر ڈال کر دوبارہ تالاب کی طرف لوٹ گیا۔

کار میں پانی ڈال دینے کے بعد اس نے ٹارچ نکالی اور اپنی کار کے آگے کی زمین پر دیکھنے لگا۔ کسی دوسری کار کے پہیوں کے تازہ نشانات پر ٹارچ کی روشنی دائرہ بنا رہی تھی۔ فریدی پر اطمینان انداز میں سر ہلا کر پیچھے کی طرف لوٹ پڑا۔ اب وہ اس جگہ کھڑا تھا جہاں سے دلدل کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ وہ تھوڑی دور تک کچھ دیکھتا رہا اور پھر کار کی طرف لوٹ آیا۔ حمید کے ہاتھ پیر کھول کر اسے پھر اگلی نشست پر لے آیا۔

اور بے ہوش لڑکی کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔

"ہام.... بچ....!" حمید نے بڑبڑا کر فریدی کا منہ چوم لیا۔

فریدی نے اس کے سر پر ایک ہاتھ رسید کر کے کار اسٹارٹ کر دی۔

اسے قدرت کی ستم ظریفی پر ہنسی آ رہی تھی۔

نہ جانے وہ کون تھی، کہاں کی تھی اور اس گندے تالاب میں کن حالات کے تحت پہنچی اور یہ بھی عجیب اتفاق تھا۔ اگر کار کا پانی کم نہ ہوتا تو تالاب کا خیال بھی اس کے دل میں نہ آتا اور وہ ڈوب کر مر جاتی۔

وہ سوچنے لگا.... ممکن ہے خودکشی کی نیت رہی ہو۔ لیکن آخر خودکشی کے لئے اس نے گندے تالاب کو کیوں منتخب کیا۔ دفعتاً اس کا خیال پھر دلدلی خطے اور اس کے نشانات کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر خودکشی ہی کرنی تھی تو وہ سب سے پہلے دلدل میں کیوں کودی۔ براہِ راست تالاب ہی تک کیوں نہیں چلی گئی۔ دلدل کے نشانات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ پہلے دلدل میں گری اور پھر رینگتی ہوئی تالاب میں جا پڑی اور پھر اس دوسری کار کے نشانات.... تو کیا کسی نے اسے اس کار سے نیچے پھینک دیا۔ فریدی راستے بھر اس گتھی میں الجھا رہا۔

حمید کبھی کبھار چونک کر اول فول بکنے لگتا تھا۔

دوسری صبح حمید کے لئے بڑی تحیر خیز تھی۔ آنکھ کھلتے ہی اس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگا تھا۔ یہ بات تو اسے یاد ہی نہیں رہی تھی کہ وہ گھر تک پہنچا کس طرح تھا۔ البتہ پہلے کے واقعات اس کے ذہن پر ابھرے آ رہے تھے۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ فریدی کا سامنا کس طرح کرے گا۔

وہ اٹھ کر برآمدے میں آیا۔ غسل خانے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اسے فریدی کی آواز سنائی دی، جو کسی نوکر کو سمجھاتا ہوا ادھر آ رہا تھا۔

حمید بے اختیار اوپری منزل کے زینوں پر چڑھتا چلا گیا۔ ایک کمرے کے قریب سے گزرتے وقت اس نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور اچانک ٹھٹک گیا۔ اس کی نظریں کھڑکی سے ٹکرا کر اس جگہ پہنچیں جہاں ایک خوبصورت لڑکی ہلکے نیلے رنگ کے لبادے میں لپٹی ہوئی سو رہی تھی۔ وہ بے اختیار پنجوں کے بل چلتا ہوا کھڑکی کے قریب آیا اور چند لمحوں تک اس سوئی ہوئی لڑکی کو دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔

اب وہ بڑے اطمینان سے زینے طے کرتا ہوا اتر رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ فریدی اس کے کمرے کے سامنے کھڑا ہے لیکن وہ مخاطب ہوئے بغیر غسل خانے کی طرف جانے لگا۔

”ٹھہریئے نواب صاحب۔“ فریدی نے آواز دی۔

حمید رک کر ڈرامائی انداز میں اس کی طرف مڑا۔

"فرمایئے۔"

"فرمایئے کے بچے! تمہاری رات کی حرکت۔"

"اوہو....!" حمید اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"بھلا عورت اور شراب میں فرق کیا ہے۔"

"اب یہ بے حیائی.... شرم نہیں آتی۔" فریدی نے کہا۔ "کل رات تم ایک مرے ہوئے کتے کی طرح اوک رہے تھے۔"

"شرم تو مجھے ابھی کچھ دیر قبل آئی تھی۔" حمید نے منہ بنا کر کہا۔

"میں اوپر سے آرہا ہوں۔"

"اچھا تو اسی لئے تم اس سینہ زوری پر آمادہ نظر آرہے ہو۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"اجی ہاں.... میں ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا تھا۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"مگر ہے زور آور۔"

"بکو مت....!" فریدی نے بیزاری سے کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ وہ کن حالات میں یہاں تک پہنچی ہے۔"

"بھلا میں کیا جانوں گا۔" حمید بے حیائی کی ہنسی ہنستا ہوا آنکھ مار کر بولا۔ ابھی آپ مجھے ایک درد بھری کہانی سنا کر فرمائیں گے کہ اگر میں اسے یہاں نہ آتا تو کیا کرتا۔

"پھر بکواس۔"

"لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی جانتا ہوں۔" حمید اس کی بات سنی ان سنی کر کے بولا۔ "کہ وہ جس ملک سے تعلق رکھتی ہے وہاں نہ تو یتیم پالے جاتے ہیں اور نہ بیوائیں۔"

"میں کہتا ہوں کہ تم نے شراب کیوں پی تھی۔" فریدی بگڑ کر بولا۔

"میں کہتا ہوں آپ اس گھر میں ایک جوان عورت کو کیوں لائے جہاں مجھ جیسا نیک اور شریف بچہ رہتا ہو۔"

"میں چانٹا ماروں گا۔"

"حق بات کہنے پر لڈو نہیں ملا کرتے۔" حمید نے اسی کے لہجے میں نقل اتاری۔

فریدی نے جھلا کر حمید کی گردن پکڑلی اور حمید اس طرح شور مچانے لگا جیسے وہ سچ مچ اس کی گردن دبا رہا ہو۔

❁

"توبہ کرو کہ اب کبھی اتنی نہیں پیؤ گے۔" فریدی نے کہا۔

"تاؤ نہ دلایئے مجھے۔" حمید ہانپتا ہوا بولا۔ "آپکی اس محبوبہ پر اس سے کچھ رعب نہیں پڑیگا۔"

"پھر وہی.... میں کہتا ہوں آخر۔"

"آخر.... واخر سے کام نہیں چلے گا۔ آپ کو بتانا پڑے گا وہ کون ہے۔"

"میں خود نہیں جانتا۔"

"بہت اچھے.... بہت اچھے۔" حمید نے قہقہہ لگایا۔

"دیکھو گدھے میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔" فریدی نے جھلا کر کہا۔

"میرے ٹوٹے ہوئے سر سے بھی یہی صدا آئے گی۔"

"اچھا آؤ.... میرے ساتھ۔" فریدی نے کہا۔

"مگر ٹھہرو....!"

وہ اسے برآمدے میں چھوڑ کر ایک کمرے میں چلا گیا۔ پھر واپسی پر حمید نے اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک کوڑا دیکھا۔

"اگر وہ میرے لئے قطعی اجنبی نکلی۔" فریدی نے کوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تو میں تمہاری کھال اتار دوں گا۔"

"کسی قسم کی شرط لگانا قریباً ناجائز ہے۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

"چلو....!" فریدی اس کی گردن دبوچ کر اسے زینوں پر چڑھانے لگا۔

کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ لڑکی بیدار ہو چکی تھی۔ جیسے ہی فریدی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس کے چہرے پر خوف کے آثار پیدا ہو گئے۔ پہلے تو وہ ٹکٹکی لگائے فریدی کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے کوڑے پر نظر پڑی۔ وہ بے اختیار چیخ مار کر مسہری پر گر پڑی۔

"مار ڈالو.... مجھے مار ڈالو۔ وہ اپنا منہ چھپا کر انگلش میں بڑبڑانے لگی۔"

"روز روز کی اذیت سے موت بہتر ہے۔"

پھر وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں دو موٹے موٹے قطرے تیر رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بے اختیار رو پڑی اور فریدی و حمید متحیرانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"تم لوگ مجھے بالکل پاگل بنا دو گے۔" وہ ہچکیاں لے لے کر بولی۔

"مجھے کالے کوسوں لے آئے۔ پھر میری وہ حالت بنائی کہ میں اب خود کو پہچان بھی نہیں سکتی اور اب مجھ سے کہتے ہو۔ میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ مگر مجھے بھی تو بتاؤ۔"

"لڑکی اب تم محفوظ ہاتھوں میں ہو۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم دونوں پاگل ہو یا پھر میں ہی پاگل ہو گئی ہوں اور مجھے کسی پاگل خانے میں چند پاگلوں کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے۔"

"یہ پاگل خانہ نہیں۔" فریدی آہستہ سے بولا۔

"بھائی کا دولت خانہ ہے۔" حمید دانت پر دانت جما کر بولا۔

فریدی نے گھور کر اسے دیکھا اور پھر اس اجنبی لڑکی کی طرف مخاطب ہو گیا۔

"کل رات ہم تمہیں ایک تالاب سے نکال کر لائے ہیں۔" فریدی نے اس سے نرم لہجے میں کہا۔

"تالاب سے۔" اس نے کہا اور پر خیال انداز میں فریدی کی طرف دیکھنے لگی۔

"مجھے سب کچھ یاد ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تم نے پھر کسی طرح مجھے پکڑ لیا ہے اور اب میرا امتحان لے رہے ہو۔ میرے منہ سے ایک لفظ بھی تم لوگوں کے خلاف نکلا تو تم بے دردی سے مجھ پر کوڑے برسانا شروع کر دو گے۔"

"یقیناً تم کسی غلط فہمی کا شکار ہو۔" فریدی نے کہا۔

"میں نے تم دونوں کو ان میں کبھی نہیں دیکھا.... لیکن....!"

"کن میں....!" فریدی بات کاٹ کر بولا۔

"میں عاجز آ گئی ہوں، تنگ آ گئی ہوں۔" لڑکی نے کہا۔

اور فریدی نے محسوس کیا، جیسے یک بیک اس کی خونی پیاس بڑھ گئی ہو۔

"تو اٹھاؤ کوڑا۔"

"کہیں یہ پاگل تو نہیں۔" حمید نے آہستہ سے اردو میں کہا۔

"پتہ نہیں۔" فریدی نے کہا اور یک بیک اس کے لہجے کی نرمی غائب ہو گئی۔

اس نے لڑکی کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم خودکشی کی نیت سے بے تاب ہو کر تالاب میں کودی تھیں۔"

"میں نہیں جانتی۔"

"سنو لڑکی! تم اس وقت ایک پولیس آفیسر سے باتیں کر رہی ہو۔"

وہ بے اختیار ہنس پڑی۔ لیکن اس ہنسی کا زہریلا پن کسی طرح چھپ نہ سکا۔

فریدی اسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم لوگ کیا کیا نہیں بنے۔" اس نے مضمحل آواز میں کہا۔

"تم اس سے پہلے بھی پولیس آفیسر بن کر میری ننگی پیٹھ پر کوڑے برسا چکے ہو۔"

"کیوں سرکار یہ کیا کہہ رہی ہے۔" حمید طنزیہ لہجے میں بولا۔ "کیا آپ کی کچلی ہوئی جنسیت نے تسکین کی کوئی نئی راہ نکالی ہے؟"

"کیوں فضول بک رہے ہو۔" فریدی نے منہ بنا کر کہا اور کوڑا ایک طرف ڈال دیا پھر لڑکی سے بولا۔

"تم نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ مگر ٹھہرو.... ناشتہ یہیں آجائے گا۔"

فریدی نے حمید کو نیچے چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس کے ساتھ ساتھ زینوں کی طرف بڑھنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کسی چکر میں پھنسی ہوئی تھی۔" فریدی بولا۔ "اور کسی طرح وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" حمید نے لاپرواہی سے کہا۔

"مجھے اس قسم کے معمولی کام سے کوئی دلچسپی نہیں اور پھر ابھی تک مجھے آپ کی باتوں پر یقین نہیں آیا ہے۔"

"کن باتوں پر۔"

"یہی کہ وہ آپ کے لئے قطعی اجنبی ہے۔"

"کیا تم نے اس کی باتیں نہیں سنیں۔"

"کان پھاڑ کر سنی ہیں اور اب اس بات پر عش عش کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ نے اسے بڑی عمدہ ٹریننگ دی ہے۔"

"پھر بکواس شروع کر دی۔"

"نہیں جناب مجھے کیا مطلب! بہر حال میں بھی اب قطعی آزاد ہوں۔"

"یعنی.....!"

"اب یہاں میری دوست بھی آیا کریں گی۔"

"ابے تو کیا وہ میری محبوبہ ہے۔" فریدی جھلا کر بولا۔

"نہیں صاحب وہ آپ کی پیر و مرشد ہے اور آپ قوالی کرنے کیلئے اسے یہاں لائے ہیں۔"

"حمید بکواس بند کرو۔"

"فریدی صاحب مجھے حق کی بات کہنے دیجئے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" فریدی نے جھلا کر کہا اور باورچی خانہ کی طرف مڑ گیا۔

حمید چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے اوپری منزل پر جانے کے لئے مڑ گیا۔

وہ بے دھڑک اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں وہ لڑکی دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے بیٹھی تھی۔ حمید اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"تم بہت حسین ہو۔"

لڑکی سر اٹھا کر حمید کو گھورنے لگی، پھر تیز آواز میں بولی۔

"کیا تمہیں آرتھر کا انجام یاد نہیں؟"

"کون آرتھر....؟"

"وہی جس نے مجھ سے عشق جتانے کی کوشش کی تھی اور تمہارے چیف نے ایک ہی گھونسے میں اس کے سر کی ہڈیاں چور کر دی تھیں۔"

"تم میرے چیف کو کب سے جانتی ہو۔"

"سنو! میں فضول بکواس میں نہیں پڑنا چاہتی۔" اس نے منہ سکوڑ کر کہا۔

"اب میں اس طرح رہوں گی جس طرح رہنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ یہاں سے نکل جاؤ اور اپنے اس بلڈاگ کو میرے پاس بھیج دو۔"

"بلڈاگ....!" حمید نے تحیر آمیز انداز میں دہرایا۔

"ہاں ہاں بلڈاگ....!" لڑکی چیخ کر بولی۔

"اب میں اس سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔ میں اس پر بھی حکومت کروں گی۔ میں پاگلوں کے ساتھ پاگل ہی بن جاؤں گی۔ مجھے یہ کمرہ پسند ہے۔ میں یہیں رہوں گی۔ میرا سارا سامان آرائش برابر کے کمرے میں سے لے آؤ۔ جلدی کرو۔"

"میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔" حمید بگڑ کر بولا۔

"غلام کے بچے تو کیا ہے، میں اب تمہارے بلڈاگ کو بھی غلام سمجھوں گی، جاتا ہے یا اٹھاؤں کوڑا۔"

"شٹ اپ....!" حمید حلق کے بل چیخا۔ وہ غصہ سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ وہ اتنی شدید توہین برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب فریدی یہ نہیں چاہتا کہ وہ اس کے ساتھ رہے۔ تقریباً دو سال سے دونوں ایک ساتھ ہی رہ رہے تھے۔ پہلے حمید الگ رہتا تھا لیکن فریدی اس سے بے تکلف ہو جانے کے بعد اس کا سامان بھی اپنی ہی کوٹھی میں اٹھوا لایا تھا۔ اتنے دنوں تک وہ دونوں افسر اور ماتحت کی بجائے بھائیوں کی طرح ایک ساتھ رہتے آئے تھے اور اب حمید سوچ رہا تھا کہ فریدی نے اسے گھر سے نکال دینے کے لئے یہ جال بچھایا تھا۔ لیکن اسے اس سے زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑے گی، وہ ابھی اور اسی وقت فریدی کا گھر چھوڑ دے گا۔

حمید کچھ کہے بغیر تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

نیچے فریدی نوکروں کو ناشتے کے لئے کچھ ہدایت دے رہا تھا۔

حمید اس سے مخاطب ہوئے بغیر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

"ابھی اور اسی وقت" وہ ایک کرسی پر گرتا ہوا بڑبڑایا۔ لیکن پھر اچانک ایک دوسرا خیال اس کے ذہن میں پیدا ہوا کہ وہ اپنا سامان لے کر جائے گا کہاں۔ جگہ مل جائے گی؟ مکان آج کل کہاں ملتے ہیں۔ خیر کچھ بھی ہو وہ سوچنے لگا۔ سامان یہیں پڑا رہنے دیا جائے۔

لیکن وہ خود اب اس چھت کے نیچے نہیں رہ سکے گا۔ وہ سوچتا رہا۔ پھر دفعتاً اٹھا.... جانے سے پہلے فریدی سے دو باتیں کرنی چاہتا تھا۔ وہ باہر نکلا۔ فریدی اس کے کمرے ہی کی طرف آرہا تھا۔ حمید رک کر اس کی طرف گھورنے لگا۔

"خیریت....!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں....!" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ایک نہیں دو.... ڈھائی تین.... ساڑھے تین....!"

"کیا میں نے کبھی یہ خواہش کی تھی کہ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

فریدی پہلے تو مسکرایا لیکن حمید کے تیور دیکھ کر اسے تحیر آمیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"کیوں؟ یہ بات پوچھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔"

"آپ نے ناحق کیوں اتنی دردسری مول لی ہے۔" حمید نے سرد لہجے میں کہا۔ "میرے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی ہوتا کہ اب اپنا کہیں اور انتظام کرلو۔"

"اچھا جی....!" فریدی ہنس کر بولا۔ "کیا پھر چڑھالی ہے تم نے۔"

"میں اس وقت قطعی سنجیدہ ہوں۔" حمید نے کہا۔ "میں آپ کو بہت صاف گو سمجھتا ہوں۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ میں اخلاقی جرأت کی کمی ہے۔"

"آخر کیا بک رہے ہو۔"

"میں نہیں جانتا تھا کہ آپ میری ایک ذلیل عورت سے توہین کرائیں گے۔"

"کیا مطلب....!"

"کچھ نہیں میں جارہا ہوں اور کوئی مناسب جگہ مل جانے پر اپنا سامان بھی لے جاؤں گا۔"

حمید جانے کے لئے مڑا لیکن فریدی اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"پاگل ہوئے ہو۔ آخر بات کیا ہے؟" اس نے حمید کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کس نے توہین کی ہے تمہاری۔"

"خدارا اب مجھے روکنے کی کوشش نہ کیجئے۔"

"عجیب آدمی ہو کچھ بتاؤ بھی تو؟"

"اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔" وہ آگے بڑھنے کے لئے اسے ہٹانے لگا۔

"ابے حمید کے بچے! تمہارا دماغ ٹھنڈا کردوں گا۔"

حمید کوئی جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔ قبل اسکے کہ وہ باہر نکلتا فریدی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"شامت آئی ہے تمہاری! کون سور چاہتا ہے کہ تم یہاں نہ رہو۔"

"مجھے بولنے پر مجبور نہ کیجئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب افسری اور ماتحتی ہی کا رشتہ بخوبی نبھ جائے۔"

"اور تم مجھے اس پر مجبور نہ کرو کہ تمہیں اس وقت کے لئے بند کردوں جب تک کہ تمہارا دماغ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔"

"اس واقعہ کے بعد میں رسمی باتوں کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔" حمید نے کہا۔

"کس واقعہ کے بعد۔"

حمید کوئی جواب دینے کی بجائے فریدی کو گھورنے لگا ۔ اسے سو فیصدی یقین ہو گیا تھا کہ فریدی اسے نکالنا چاہتا ہے۔ اسے لڑکی کا یہ جملہ کہ میں اب تمہیں غلام سمجھوں گی اس کے کانوں میں اب بھی گونج رہا تھا۔ دفعتاً اسے یاد آیا کہ اس نے فریدی جیسے کو بھی بلڈاگ جیسے خطاب سے نوازا تھا۔

"آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اوپر جایئے وہ اپنے بلڈاگ کو یاد کر رہی ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طرح تمہارا دماغ بھی خراب ہو گیا ہے۔"

"نہیں.... اس کی طرح نہیں بلکہ ایک شریف آدمی کی طرح۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"محبوبائیں تو عموماً خردماغ ہوا کرتی ہیں۔"

"پھر وہی محبوبہ محبوبہ کی رٹ....!" فریدی پرخیال انداز میں بولا۔

"اچھا آؤ میرے ساتھ .... شاید تمہیں میرے بیان پر یقین آجائے۔ میں اسے اقدام خودکشی کے جرم میں پولیس کے حوالے کردیتا، مگر میں سمجھتا ہوں کہ حقیقتاً وہ اقدام خودکشی نہیں تھا۔"

فریدی اسے زبردستی گیراج میں لایا اور کیڈی لاک کی پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"یہ دیکھو مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا تھا کہ خواہ مخواہ سیٹ پر کیچڑ پھیلا کر اسے برباد کر دیتا۔"

حمید تذبذب میں پڑ گیا۔ واقعی پوری سیٹ ہی برباد ہو کر رہ گئی تھی اور اس کے علاوہ کوئی اور چارہ باقی نہیں رہ گیا تھا کہ آئل کلاتھ ہی بدل دیا جائے۔ ”پھر وہ آپ کو کس طرح پہچانتی ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ مجھے قطعی نہیں پہچانتی۔“ فریدی نے کہا۔ ”لیکن مجھے وہ بات تو بتاؤ جس پر تم مجھے چھوڑ رہے ہو۔“

حمید کا موڈ ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا اور ان باتوں کو دہراتے ہوئے اسے کچھ شرم سی محسوس ہونے لگی تھی۔

فریدی اسے تذبذب میں دیکھ کر بولا۔

”بتاؤ نا.... یہ معاملہ مجھے سیدھا سادھا معلوم نہیں ہوتا۔“ حمید نے بُرا سا منہ بنا کر اس کی اور اپنی گفتگو دہرا دی۔

فریدی کے ماتھے پر سلوٹیں آ گئی تھیں۔

”کیا تم اسے پاگل سمجھتے ہو۔“ فریدی نے پرخیال انداز میں پوچھا۔ ”اگر آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ یقیناً پاگل ہے۔“

”کیوں....؟“

”اس کی بے تکی باتیں۔“

”وہ ایک دلچسپ کیس ہے اور اس کے ذریعہ ہمیں مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔“ فریدی نے کہا۔

”میری طرف سے جائے وہ جہنم میں۔“

”قطعی قطعی....!“ فریدی سر ہلا کر بولا۔

”لیکن اب تم جا نہیں رہے ہو۔“

”ابھی تک میرا اطمینان نہیں ہوا۔“

”تم گدھے ہو! تمہیں شرم نہیں آتی۔ میرے متعلق ایسا سوچتے ہو۔ اب اگر تم نے ایسی بکواس کی تو خدا کی قسم پیٹوں گا۔“

پھر فریدی اسے دھکیلتا ہوا اندر لایا۔ یہاں وہ لڑکی نیچے اُتر آئی تھی اور اس نے نوکروں پر برسنا شروع کر دیا تھا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

❁

کافی شور و غل مچانے کے بعد اس نے فریدی سے پوچھا۔

"وہ سور کا بچہ بلڈاگ کہاں ہے؟ میرے کپڑے کہاں ہیں اور اب تم مجھے کہاں لے آئے ہو؟"

"اب کیا خیال ہے۔" فریدی نے حمید سے پوچھا۔

"پاگل.... قطعی پاگل۔"

"نہیں پیارے۔" اس نے کہا اور پھر لڑکی کو مخاطب کر کے بولا۔

"کپڑوں کا انتظام ہو جائے گا.... تم اپنی ناپ بتاؤ۔"

"مجھے باہر لے چلو.... باہر جاؤں گی۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں.... لیکن اس طرح تم پھر انہیں لوگوں کے ہتھے چڑھ جاؤ گی۔"

فریدی نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔

لڑکی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کچھ متذبذب نظر آنے لگی تھی۔

"خیر چھوڑو ناشتہ تیار ہے۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ "مطمئن رہو.... اب تم پولیس کی حفاظت میں ہو۔"

وہ سب ڈرائنگ روم میں آئے۔ لڑکی خاموش ہو گئی تھی۔ ناشتہ کے دوران میں اکثر وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھنے لگتی تھی۔

ناشتہ ختم کرنے کے بعد فریدی نے پھر اس قصے کو چھیڑا۔ لڑکی کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ فریدی کی باتوں پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

میں کسی بات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے خود اپنی بات پر یقین نہیں۔ شاید کسی دن میں یہ بھی بھول جاؤں کہ میں کون ہوں۔" اس نے کہا۔

"تمہیں یاد دلانے کی صرف ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے۔" فریدی نے پرخیال انداز میں کہا اور خاموش ہو گیا۔

لڑکی سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ یہ کہ میں تمہیں اقدام خودکشی کے جرم میں پولیس کے حوالے کردوں۔" فریدی پھر بولا۔

"ارے نہیں نہیں۔" حمید ملتجانہ انداز میں بولا۔ جس کا موڈ اب بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ بدقت تمام فریدی نے اسے یقین دلایا کہ وہ پولیس آفیسر ہے۔ اس سلسلہ میں اسے اپنا شناختی کارڈ بھی دکھانا پڑا۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی کہہ رہی تھی۔ "کیا تم اس بات پر یقین کر سکو گے کہ میں خود ہی اپنے لئے اجنبی ہوں۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"اب اگر میرے ماں باپ بھی دیکھیں تو نہ پہچان سکیں۔"

"تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

"ہنگری میں۔"

"انہوں نے تمہیں تلاش کرنے کی کوشش تو کی ہوگی؟"

"شاید....!" لڑکی نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میں کہاں ہوں۔"

"کیوں....؟"

"مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ میں یہاں تک کیسے پہنچی۔"

"یہ کس طرح ممکن ہے۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ ایک رات ایک ریستوران میں شومان کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اس کے بعد آنکھیں کھلنے پر میں نے محسوس کیا کہ میں اسٹیمر کے ایک کیبن میں پڑی ہوں۔ پھر میری آنکھ پاگل خانے میں کھلی۔"

"شومان کون تھا۔" فریدی نے پوچھا۔

"میرا ایک دوست....!"

"کوئی پرانا دوست رہا ہوگا۔"

"نہیں.... ہماری دوستی کوئی ایک ماہ سے زیادہ پرانی نہیں تھی۔"

"تم وہاں کیا کرتی تھیں۔"

"شیشے کے برتنوں کے کارخانے میں کام کرتی تھی۔"

"وہ شومان پھر کہیں دکھائی دیا تھا۔" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"اور بلڈاگ کون ہے؟"

"بلڈاگ....!" لڑکی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بولی۔

"میں اس کا نام نہیں جانتی لیکن میں نے اتنا خوفناک اور طاقت ور آدمی آج تک نہیں دیکھا۔"

"پاگل خانے سے تمہاری کیا مراد ہے۔ میرے خیال سے یہاں اس شہر میں تو کوئی بھی پاگل خانہ نہیں ہے۔"

"نہیں ہوگا لیکن میں پاگلوں ہی کے ساتھ تھی۔"

"آخر تم کس بناء پر اسے پاگل خانہ سمجھنے پر مصر ہو۔"

"اگر میں تم سے یہ کہوں کہ تم مجھے اپنی غلام سمجھو اور مجھ سے ویسا ہی برتاؤ کرو پھر اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو میں کیا کروں گی۔"

"کچھ نہیں....!" فریدی مسکرا کر بولا۔

"لیکن وہ اسی بات پر مجھ پر کوڑے برساتے تھے۔"

"کیا....!" فریدی چونک کر بولا۔

"جب میں انہیں اپنا ملازم سمجھنے کی بجائے پاگل سمجھتی تھی تو وہ مجھے بے دردی سے مارتے تھے۔" لڑکی نے کہا۔

"ان میں کوئی بھی آدمی کم حیثیت کا نہیں معلوم ہوتا تھا.... وہ سب کافی تعلیم یافتہ بھی ہیں اور وہ بلڈاگ اس نے تو مجھے کہیں کا نہیں رکھا۔"

"یعنی....!"

"اس نے میری شکل ہی تبدیل کر دی۔ پہلی بار چہرے کی پٹیاں کھولنے پر جب آئینہ میرے سامنے لایا گیا تو میرے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ میں بالکل بدل گئی ہوں۔"

"میرے خدا میں اپنے والدین کو کس طرح یقین دلاؤں گی کہ میں ان کی اپنی بیٹی ہوں۔"

"اوہ....!" فریدی کے منہ سے نکلا اور حمید بھی آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس بلڈاگ نے میرے چہرے کا آپریشن کیا تھا۔" لڑکی پھر بولی۔

"میرا سارا چہرہ پٹیوں سے ڈھک دیا گیا تھا.... میں پاگل ہو جاؤں گی۔ وہ مجھے مار مار کر

امیروں کے رہن سہن کے طریقے سکھاتے تھے۔ میں ایک غریب لڑکی جو ناشتے میں صرف ایک اسٹیک کھا کر سارا دن گزار دیتی تھی بڑی بڑی عظیم الشان میزوں پر کھانے کے لئے زبردستی مجبور کی جاتی ہوں۔ میرے پاس صرف تین اسکرٹ ہوا کرتے تھے۔ دو معمولی تھے اور ایک کچھ اچھا تھا جسے میں خاص خاص موقعوں پر پہنتی تھی۔ لیکن اب میرے پاس درجنوں اسکرٹ ہیں اور مجھے دن میں کئی بار لباس تبدیل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔"

"اور اس کے باوجود بھی تم وہاں سے بھاگ آئیں۔" فریدی نے کہا۔

"میری جگہ تم ہوتے تو کیا کرتے۔"

"یہ سوال دلچسپ ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اگر مجھے وہاں اتنی آسائشیں ہوتیں تو میں وہاں سے کبھی نہ بھاگتا۔"

"خواہ تمہاری صورت ہی کیوں نہ بدل جاتی۔" اس نے بھولے پن سے پوچھا۔

فریدی اس کا جواب دینے کی بجائے کچھ سوچنے لگا۔

دفعتاً حمید کے ذہن میں ایک شبہے نے سر ابھارا۔ ممکن ہے یہ خود ان ہی لوگوں کے لئے کوئی جال بچھا رہی ہو۔ اس سے قبل بھی فریدی کے خلاف سازشیں ہو چکی تھیں۔

"وہ لوگ تم پر کوڑے برساتے تھے۔" حمید نے پوچھا۔

"ہاں....!"

"یقین نہیں آتا....! بھلا تم جیسی خوبصورت لڑکی پر کوڑے۔"

"تم یقین نہیں کرو گے۔" وہ جھلا کر کھڑی ہو گئی اور لبادے کے اوپر کے بٹن کھول کر اپنی پشت حمید کی طرف کر دی۔

"دیکھو....!" ساری پیٹھ پر ابھری ہوئی نیلی اور سیاہ دھاریاں تھیں۔ حمید لرز اٹھا۔

"بند کرو.... بند کر دو۔" وہ جلدی سے بولا۔

"کل رات بھی انہوں نے مجھے بے تحاشہ پیٹا تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن کل رات ہی کو میں وہاں سے نکل بھاگی۔ وہ میرا کمرہ مقفل کرنا بھول گئے تھے۔"

"وہ جگہ بتا سکتی ہو۔"

"شاید میں باہر سے اس عمارت کو پہچان بھی نہ سکوں۔" لڑکی نے کہا۔ "کیونکہ مجھے کبھی باہر

نکلنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ البتہ اتنا بتا سکتی ہوں کہ وہ عمارت کسی ویرانے میں ہے جس کے چاروں طرف گھنے جنگل ہیں۔"

"تم اس تالاب تک کس طرح پہنچی تھیں۔" فریدی نے پوچھا۔

"مجھے کوئی تالاب یاد نہیں۔" لڑکی نے کہا۔ "البتہ اپنے ہوش میں مجھ سے جو حرکتیں ہوئیں انہیں بتانے کی کوشش کروں گی۔"

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔

پھر بولی۔ "باہر نکلنے کے بعد میں جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں گھس پڑی۔ میرا سارا جسم دکھ رہا تھا۔ دکھن نہیں بلکہ اسے جلن کہنا چاہئے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سارے جسم میں دہکتے ہوئے انگاروں سے لکیریں کھینچ دی گئی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد یہ سوزش اور بڑھ گئی۔ پھر شائد میں دو تین میل کی مسافت طے کرنے کے بعد گر پڑی۔

"تمہیں سمت کا بھی دھیان نہ ہوگا۔" فریدی نے کہا۔

"قطعی نہیں! اس وقت میرے ذہن میں صرف ایک ہی خیال تھا۔ وہ یہ کہ میں آزاد ہو گئی ہوں اور ہر قیمت پر مجھے ان سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑا لینا ہے۔"

"ہاں.... خیر تو پھر....!"

"جب مجھے دوبارہ ہوش آیا تو میں نے کہیں قریب کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ میں نے جھاڑیوں سے منہ نکال کر دیکھا تو سڑک کے کنارے ایک پرانی وضع کی کار کھڑی تھی اور کوئی اس کا انجن کھولے اس پر جھکا ہوا تھا۔ مجھ میں چلنے کی سکت بالکل نہ تھی۔ دفعتاً مجھے ایک تدبیر سوجھی۔ اس کار کے پیچھے لگیج کیریئر بھی لگا ہوا تھا جیسے ہی کار رینگی میں جھاڑیوں سے نکل کر لگیج کیریئر پر بیٹھ گئی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کہاں جا رہی ہوں۔ مجھے اس کی فکر نہ تھی۔ میں تو جلد سے جلد ان کی دسترس سے نکل جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے تک میرے ہوش و حواس بجا رہے لیکن اس کے بعد سر چکرانے لگا۔ اس سے آگے میں نہیں جانتی کیا ہوا؟

"ہوں....!" فریدی پر خیال انداز میں سگار سلگانے لگا۔ پھر اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ان میں کسی کا حلیہ بتا سکتی ہو۔"

"قریب قریب سبھی کے بتا سکتی ہوں۔ لیکن نام کسی کا نہیں جانتی۔" لڑکی نے کہا۔ "خصوصاً اُس

معمر سرجن کی شخصیت تو کبھی نہ بھلا سکوں گی۔ جسے دیکھ کر بے اختیار بلڈاگ کہنے کو جی چاہتا ہے۔"

"وہی جس نے تمہاری شکل بگاڑی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں اس کا سر چھوٹا ہے اور جبڑے اتنے بھاری ہیں کہ چہرہ سینے پر لٹکا ہوا سا معلوم ہوتا تھا، شانے غیر معمولی طور پر چوڑے ہیں۔" آنکھیں چھوٹی اور سرخ ہیں۔ قد درمیانہ رنگ گندمی، پیشانی کافی کشادہ ہے۔ بال اتنے چھوٹے رکھتا ہے کہ وہ کسی طرف موڑے نہیں جاسکتے اور ہونٹ پتلے ہیں۔"

فریدی نے معنی خیز نظروں سے حمید کی طرف دیکھا جو لاپروائی سے چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "اچھا تو تمہیں ٹریننگ کس قسم کی دی جارہی تھی۔" فریدی نے اس سے پوچھا۔

"کیا بتاؤں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی ڈرامے کی ریہرسل ہو رہی ہو۔ ایسے موقعوں پر مجھے نہایت قیمتی لباس پہنایا جاتا تھا اور میرے ساتھ باوردی باڈی گارڈ ہوتے تھے جن کے نیزوں پر سفید جھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور ان جھنڈیوں پر پیلے رنگ کے عقاب بنے ہوئے تھے۔"

"پیلے رنگ کے عقاب.....!" فریدی چونک کر سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"اس وقت وہ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تمہارا نام بورازیانہ ہے۔"

"اچھا بے بی۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "خیریت اسی میں ہے کہ تم ان کمروں تک محدود رہنا۔ تم کھڑکیوں کے قریب بھی نہیں جاسکتیں اور اگر اس کے خلاف کیا، تو نتیجے کی تم خود ذمہ دار ہو گی۔ یہ کوئی بہت بڑی سازش ہے۔"

"تو کیا اب تمہاری قید میں رہنا پڑے گا۔"

"قید نہیں بلکہ حفاظت میں۔" فریدی نے کہا۔ "اگر ان لوگوں نے تمہیں دیکھ لیا تو مجھے زندگی بھر افسوس کرنا پڑے گا۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"ابھی تک جو کچھ تمہارے ساتھ ہوتا آیا ہے اسے کب سمجھی ہو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "ڈرو نہیں.....اس گھر میں تم ہر طرح محفوظ رہو گی۔ مجھے اپنے کپڑوں کے سائز دے دو اور اگر ہمارے ملک کا لباس پہننا چاہتی ہو تو اس سے بہتر کچھ نہ ہوگا۔"

"میں نہیں جانتی کہ تمہارے ملک کی عورتیں کیسا لباس پہنتی ہیں۔"

"میں تمہیں تصویروں میں دکھاؤں گا میرے ساتھ آؤ۔"

"کیا تمہارے گھر میں کوئی عورت نہیں۔" لڑکی نے پوچھا۔

"یہ نہ پوچھو....!" حمید گلوگیر آواز میں بولا۔ "ورنہ ہم دونوں پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیں گے۔"

"کیوں....!" لڑکی کے لہجے میں تحیر تھا۔

"ہم لوگ اپنی پیدائش سے پہلے ہی بیوہ ہو گئے تھے۔"

لڑکی بے ساختہ ہنس پڑی۔

فریدی اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا اور یہاں ایک الماری سے ایک البم نکال کر اسے دیا۔

اس البم میں بہت سی تصویریں تھیں۔ ان میں سے کچھ عورتوں کی بھی تھیں ایک لباس اسے بے حد پسند آیا۔ وہ اسے پہننے پر رضامند ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد فریدی اور حمید نوکروں کو اس لڑکی کے متعلق خاص ہدایت دے کر روانہ ہو گئے۔

"اب کیا کہتے ہو۔" فریدی نے پوچھا۔

"بظاہر تو یہ داستان طلسم ہوشربا سے کم نہیں ویسے خدا جانے۔" حمید نے کہا۔

"لڑکی کچھ بے وقوف سی معلوم ہوتی ہے۔"

"کیوں....!"

"آخر وہ انہیں اپنا غلام کیوں نہیں سمجھتی تھی۔"

فریدی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نظریں سامنے سڑک پر تھیں اور کیڈی چکنی سڑک پر پھسلتی جا رہی تھی۔

دفعتاً اس نے حمید کو مخاطب کیا۔

"میں اس پیلے عقاب کے متعلق سوچ رہا ہوں۔"

"آپ کی سوچ پر کوئی پابندی نہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "آپ ہمیشہ ایسی ہی باتیں سوچتے ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔"

"اچھا خیر تم ہی کوئی ایسی بات سوچو جو اس سے بھی زیادہ اہم ہو۔" فریدی پر خیال انداز میں بولا۔

"میں اس بلڈاگ کے متعلق سوچ رہا ہوں جس کا کوئی وجود نہیں۔"

"وجود نہیں....!" فریدی سامنے دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"جی ہاں.... میں اس لڑکی کے بیان کو ذرہ برابر بھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں۔" حمید نے کہا۔ "اس نے اقدام خودکشی کیا تھا۔ سزا کے خوف سے داستانیں گڑھ رہی ہے۔ خیر میں یوں بھی آپ کو رائے نہ دیتا کہ آپ اسے پولیس کے حوالے کر دیں۔ چار دن گھر میں رونق ہی رہے گی۔"

"تم نے اس بلڈاگ کو کبھی نہیں دیکھا۔" فریدی نے کہا۔ "حالانکہ وہ یہاں کے مشہور آدمیوں مین سے ہے۔"

"جو حلیہ اس نے بیان کیا ہے ویسا آدمی مجھے آج تک نہیں دکھائی دیا۔"

"خیر دیکھو....!" فریدی نے کار دفعتاً فٹ پاتھ کے قریب روک دی۔

"ادھر دیکھو....!"

بائیں طرف والی عمارت میں ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس پر ڈاکٹر ضرغام تحریر تھا اور کھڑکی کے اندر حمید کو ایک آدمی دکھائی دیا، جو میز پر جھکا ہوا کچھ لکھنے میں مشغول تھا اور پھر اچانک اس کے دماغ میں لفظ بلڈاگ کی گردان شروع ہو گئی۔"

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔" حمید نے آہستہ سے کہا اور پھر کار چل پڑی۔

❁

حمید بارہ بجے تک ہائی سرکل نائٹ کلب میں برج کھیلتا رہا۔ فریدی نے اسے ڈاکٹر ضرغام کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کی تاکید کی تھی۔ وہ پانچ بجے شام سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اور اس دوران میں اس نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس کی بناء پر اس پر کسی قسم کا شبہ کیا جا سکے۔ آٹھ بجے وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نائٹ کلب میں آیا تھا اور ایک بجے برج چھوڑ کر اٹھ گیا تھا۔ لیکن اس کے دوست وہیں رہ گئے تھے۔ حمید اس کا تعاقب کر رہا تھا اور پھر اسے اس کے گھر پہنچا کر واپس آیا تھا۔ اس نے پھاٹک پر قدم رکھتے ہی برآمدے میں خلاف معمول تاریکی دیکھی تھی۔ ویسے برآمدے میں ہر حالت میں روشنی رہتی تھی۔ پھاٹک کا بلب بھی بجھا ہوا تھا۔

رکھوالی کرنے والے السیشن کتوں نے ہلکی ہلکی آوازیں نکالیں۔

اور حمید انہیں چمکارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ "کون حمید" برآمدے کے دوسرے سرے سے فریدی نے اسے آواز دی۔ "اوہ.... آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"لائن فیوز ہو گئی ہے۔" فریدی نے کہا۔

"ادھر ہی چلے آؤ۔"

"میرے خیال سے رکھوالی کے لئے کتے ہی کافی ہوتے ہیں۔" حمید نے کہا اور ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

فریدی نے سگار لائٹر جلا کر اوپر اٹھایا۔ وہ ایک آرام کرسی پر لیٹا ہوا تھا۔ حمید اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا خبر لائے۔" فریدی نے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... مجھے تو ایسی کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی جس کی بناء پر کسی قسم کا شبہ کیا جا سکے۔ جسمانی ساخت کے اعتبار سے وہ بے ڈھنگا ضرور ہے خوفناک بھی معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا کردار بھی خوفناک ہو۔ دوسری بات۔" حمید نے عقل مندوں کی طرح مخصوص انداز میں سر ہلا کر کہا "جولیا نے صرف اس کا حلیہ کیوں بتایا۔ ان لوگوں کے متعلق بھی وضاحت سے کیوں نہیں بتایا جو اس پر کوڑے برسایا کرتے تھے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے ان کے حلئے تو از بر ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگوں کی ہر چیز ذہن سے بُری طرح چپک جاتی ہے، جو ہمارے لئے اذیت ناک ہوں۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جولیا نے ہمیں اُلو بنایا ہے۔"

"وہ کس طرح۔"

"اس سلسلہ میں ایک نقطہ تو عرض کر ہی چکا۔ اب دوسرا ملاحظہ فرمایئے۔ ڈاکٹر ضرغام کی شخصیت ایسی ہے کہ کوئی اسے ایک بار دیکھ کر زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔ میں نے صبح اس کی صرف ایک جھلک دیکھی تھی اور تھوڑی دیر بعد جب اس کا خیال آتا تھا تو اس کی مکمل تصویر میرے ذہن میں ابھر آتی تھی۔ ممکن ہے جولیا نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہو اور آپ کے استفسار پر اس کا حلیہ بھی بتا چکی ہو۔"

"تمہاری یہ دلیل قابل قبول نہیں۔" فریدی نے کہا۔ "پھر تمہیں وہ نشانات بھی ذہن میں رکھنے چاہئیں جو تم نے اس کی پیٹھ پر دیکھے تھے۔"

"ہو سکتا ہے کہ انکی کوئی اور وجہ ہو۔ آخر آپ اسکی اس کہانی کو حقیقت سمجھنے پر کیوں مصر ہیں۔"

"اس سے پہلے بھی کبھی تم نے ڈاکٹر ضرغام کو کوئی اہمیت دی تھی۔" فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے میں نے اس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔" حمید بولا۔

"حالانکہ وہ کئی سال سے یہاں قیام پذیر ہے۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"رہا ہوگا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ حمید کچھ کہنا ہی چاہ رہا تھا یک بیک برآمدے کے بلب روشن ہو گئے۔ حمید نے روشنی میں دیکھا کہ فریدی کے قریب رکھی ہوئی ٹی پائی پر ٹیلی فون بھی موجود ہے۔

"آج سے تین سال قبل ڈاکٹر ضرغام نے ایک طبی رسالے میں ایک مضمون لکھا تھا جس پر مردے کا آپریشن کر کے شکل تبدیل کر دینے کے امکانات پر بحث کی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہ عنقریب تجربات کرنے والا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" حمید ہنس کر بولا۔ "تو آپ نے جولیا کی اس ہوائی پر بھی یقین کر لیا ہے کہ اس کا چہرہ آپریشن کے ذریعہ بگاڑ دیا گیا ہے۔"

"تم اسے ہوائی کہتے ہو؟" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔ "امریکہ میں اس قسم کے تجربات ہو چکے ہیں۔"

"جی ہاں.... میں نے اکثر امریکی رسائل میں اس قسم کے سرجنوں کے اشتہارات دیکھے ہیں جو پھولی ہوئی ناک اور گدھوں جیسے کانوں کا آپریشن کر کے انہیں حسین بنا دیتے ہیں۔ خیر یہاں تک تو یقین کیا جا سکتا ہے لیکن پورے چہرے کے خدوخال بدل دینا اپنی سمجھ سے باہر ہے اور پھر جولیا کا چہرہ تو بالکل بے داغ ہے کیا یہ آپریشن کرنے والوں کا کمال ہے۔ بہر حال آپ کے پاس اس کے لئے کوئی منطقی دلیل نہیں ہے۔" حمید نے کہا۔

"فی الحال منطقی دلیل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ ابھی ہمارے پاس اتنا مواد نہیں ہے۔"

"ہوگا صاحب۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

"ذرا دیکھنا....!" فریدی نے حمید سے کہا اور خود آنکھیں بند کر کے آرام کرسی کی پشت سے

ٹک گیا۔

حمید ریسیور اٹھا کر سننے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

ریسیور رکھ کر وہ فریدی کی طرف مڑا۔

"کرن سنگھ تھا۔" حمید نے آہستہ سے کہا۔ "کہہ رہا تھا کہ ناولٹی سینما سے نکلتے وقت تین برقعہ پوش عورتوں کے نقاب نوچ لئے گئے۔"

"ٹھیک.... بیٹھ جاؤ۔!" فریدی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھنے لگا۔ پھر الٹ کر رکھ دیا۔

حمید تحیر آمیز انداز میں اس طرف دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی پھر بجی۔

فریدی نے پھر حمید کو اشارہ کیا اور حمید نے پھر ریسیور اٹھالیا۔

"وحید ہے۔" حمید حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے بولا۔

"کہہ رہا ہے کہ ہاٹم روڈ پر دو عورتوں کے نقاب نوچے گئے۔"

فریدی نے کاغذ پر پھر کچھ لکھا اور ریسیور اپنے ہاتھوں میں لے کر بولنے لگا۔

"وحید میں بول رہا ہوں، فریدی.... کیا تم کسی کو پکڑ نہیں سکے۔"

"کیا کہا.... سب پاگل.... اچھا خیر.... تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو اب چھٹی ہے۔"

فریدی نے ریسیور رکھ دیا اور بیٹھ کر بجھا ہوا سگار سلگانے لگا۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔" حمید نے کہا۔

"میرے قائم کردہ نظریئے کی تائید ہو رہی ہے۔"

"یعنی....!"

"یعنی یہ کہ تم نرے گاؤدی ہو۔" فریدی اکتا کر بولا۔ "ارے صاحبزادے جولیا کی تلاش کی جارہی ہے۔ یہ دیکھو....!" اس نے میز پر رکھا ہوا کاغذ حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "بارہ بجے دوپہر سے اس وقت تک اٹھائیس برقعہ پوش عورتوں کے نقاب نوچے جاچکے ہیں۔"

"کس نے نوچے۔" حمید نے حیرت سے پوچھا۔

"چند مخبوط الحواس آدمیوں نے اور وہ انتہائی کوشش کے باوجود بھی نہیں پکڑے جاسکے۔"

حمید سوچ میں پڑ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کہے، کچھ ہی دیر قبل وہ اس کی

سادگی کا مضحکہ اڑا رہا تھا، اب وہ اتنا بے حیا بھی نہیں تھا کہ ان کو اتفاقات کے زمرے میں شامل کر کے کسی نئی بحث کا آغاز کر دیتا۔ اسے اتفاق تو اس وقت کہا جا سکتا تھا۔ جب شہر میں اس سے قبل بھی اس قسم کی کوئی واردات ہوئی ہوتی۔

شہر کی سڑکوں پر روزانہ خبط الحواس اور مجنوں قسم کے آدمی اسے ہر روز دکھائی دیتے تھے جن کے متعلق اس نے عوام کی زبانی یہ بھی سنا تھا کہ وہ سی آئی ڈی کے آدمی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ایک بھی اس کے محکمہ سے نہیں تھا۔ بہر حال شہر میں ایسے آدمیوں کی تعداد کم نہیں تھی، لیکن آج تک ان سے کوئی خطرناک حرکت سرزد نہیں ہوئی تھی۔ ان کا پاگل پن عموماً گالیوں یا بے تکی بکواس ہی تک محدود رہتا تھا یا پھر کبھی کبھی ان میں سے ایک آدھ پتھر لئے بچوں کے پیچھے دوڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اکثر وہ بھیک مانگتے وقت راہگیروں سے بھی الجھ جاتے تھے اور پھر اگر معاملہ ایک آدھ کا ہوتا تو کوئی بات بھی تھی۔ وہاں تو ایک دن میں اٹھائیس عورتوں کے نقاب نوچے گئے تھے۔ اسے تو کوئی بچہ بھی کسی غیر معمولی سازش پر محمول کر سکتا تھا۔

حمید نے ہارے ہوئے جواری کی طرح ہاتھ پیر ڈال دیئے۔ فریدی کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ''اب کیا کہتے ہو۔''

''فی الحال میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔''

''کہو گے کیا۔'' فریدی نے کہا۔

''اگر جولیا ڈاکٹر ضرغام کا حلیہ نہ بیان کرتی تو شاید مجھے بھی یقین نہ آتا۔''

''کیا آپ کے پاس اس کا کوئی خراب ریکارڈ موجود ہے۔'' حمید نے پوچھا۔

''نہیں لیکن اس کا وہ مضمون.....!''

''آپ بھی مضمون کو لئے پھرتے ہیں۔''

''میں اس مضمون کا تذکرہ نہیں کر رہا ہوں جسکے متعلق ابھی بتایا تھا۔'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔

''یہ ایک دوسرا مضمون ہے، جو اب سے ڈیڑھ ماہ قبل شائع ہوا تھا۔ اس میں اس نے تین سال قبل والے مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا تھا کہ میں تین سال سے انتھک تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تبدیلی ہیئت کے لئے چہرے کا آپریشن کامیاب نہیں ہوتا۔ اب سے تین سال قبل جو میں نے لکھا تھا وہ میری خام خیالی تھی.... امریکی ڈاکٹروں کے کامیاب تجربوں کے

متعلق اس کا خیال ہے کہ وہ زیادہ تر اتفاقات پر مبنی ہیں۔"

"تو پھر...!"

"تو پھر کیا....! سوچنے کی بات ہے کہ تین سال بعد پہلے والے بیان کی تردید کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔"

حمید نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہوتی جارہی تھیں اور سر میں جھائیں جھائیں شروع ہوگئی تھی۔

"چالاک سے چالاک آدمی بھی کوئی نہ کوئی حماقت کر بیٹھتا ہے۔" فریدی پھر بولا۔

"اگر وہ تین سال بعد اپنا تردیدی مضمون نہ چھپواتا تو....!"

"جولیا کہاں ہے۔" حمید اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"سو رہی ہے۔"

"تو اسی لئے آپ یہاں بھاگ آئے ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"کیوں؟ اس سے کیا۔"

"بھلا ایک غیر عورت کیساتھ اکیلے گھر میں.... آپ بڑی بوڑھیوں کو کیا منہ دکھاتے۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"اے ہے۔" حمید نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ذرا دانتوں تلے انگلی بھی دبائی ہوتی۔"

"شٹ اپ....!"

"انشاءاللہ آپ حشر کے دن کنواری لڑکی بنا کر اٹھائے جائیں گے۔"

"کیا لوفروں کی طرح دو پیسے والے جملے بول رہے ہو۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"میں آپکے دکھوں کی تہہ تک پہنچ گیا ہوں۔" حمید اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر بولا۔

فریدی بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"میں آپ کے دل کی گہرائیوں تک اتر گیا ہوں۔" حمید نے مغموم لہجے میں کہا۔

"مت ٹائیں ٹائیں کرو۔"

محبت میں ایک ایسا وقت بھی آتا ہے انسان پر
کہ تاروں کی چمک سے چوٹ لگتی ہے رگ جان پر

"خدا کے لئے مجھے ایسے سڑے بسے شعر مت سنایا کرو۔"

"اصغر گونڈوی کا شعر ہے جناب۔"

"اللہ تعالٰی کا تو نہیں ہے۔"

"کیوں صاحب کیا خرابی ہے اس شعر میں۔"

"اس قسم کی کیفیت صرف کافی مقدار میں بھنگ پی جانے پر پیدا ہو سکتی ہے۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"ایسی حالت میں ستاروں کی چمک تو کیا ستاروں کے خیال سے بھی رگ چمکنے لگتی ہے۔ آپ اتنے پیارے خیال کا خون کر رہے ہیں۔"

"خیال کیا میں تو تمہارا خون کر دینے کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔"

"آخر آپ عورت کے نام پر بدکتے کیوں ہیں۔"

"یار کیوں بور کر رہے ہو۔" فریدی نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ "نیند نہیں آ رہی تمہیں۔"

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

فریدی نے مڑ کر دیکھا۔ جولیا دروازے میں کھڑی پریشان نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "تم نے میرا کہنا نہیں مانا۔" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اندر آ جاؤ.... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ پیچھے ہٹ کر تاریکی میں جاتی ہوئی بولی۔

"کیوں....!" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں اندر چلے گئے۔

"میں نے ابھی ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔"

"کیا....!" حمید نے پوچھا۔

لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ وہ فریدی کی طرف دیکھ رہی تھی اور فریدی کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس خواب کو سننے کا خواہش مند نہیں ہے۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ حمید نے پھر خواب کے متعلق استفسار کیا۔

"وہ بلڈاگ....!" لڑکی کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ لیکن یک بیک رک گئی۔

"ہاں.... آں....!" فریدی اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں نے دیکھا جیسے اس نے گھونسہ مار کر میرے سر کی ہڈیاں چور کر دیں۔"

"اس خواب کی وجہ خوف ہے اور کچھ نہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "کیا تم خواب کی حقیقت کی قائل نہیں ہو۔"

"کبھی کبھی میں نے ایسے ایسے خواب دیکھے ہیں جو پورے ہو چکے ہیں۔"

"اتفاقات ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن یہ خواب کبھی پورا نہ ہو سکے گا۔ میرا ایک گھونسہ تمہارے سر کی ہڈیاں چور نہیں کر سکتا۔"

"میں اس بلڈاگ کے گھونسے کی بات کر رہی ہوں۔"

"وہی سہی وہ اتنا طاقتور نہیں ہے۔"

"تو کیا تم اسے جانتے ہو۔" لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں، وہ اس شہر کا ایک معمولی سا ڈاکٹر ہے۔"

"تب تم اسے نہیں جانتے۔" جولیا مسکرا کر بولی۔ "نہ اس کی طاقت سے واقف ہو۔ کوئی معمولی طاقت والا آدمی ایک گھونسے میں کسی کے سر کے پرخچے نہیں اڑا سکتا؟ آرتھر کا سر میرے سامنے ہی پھٹا تھا اور اس نے میرے سامنے ہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی تھی۔"

"آرتھر کون....؟"

"ان ہی میں سے ایک تھا۔"

"مگر تم نے کہا تھا کہ ان میں سے کسی کے نام سے واقف نہیں تھی۔"

"وہ دراصل مجھ سے عشق کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔" جولیا نے سادگی سے کہا۔ "اس سلسلہ میں وہ مجھ سے گھنٹوں باتیں کرتا تھا اور اسی نے مجھے اپنا نام بھی بتایا تھا۔ ایک دن اس خوفناک آدمی نے اسے مجھ سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے دیکھ لیا اور اسی جگہ بے چارے آرتھر کو تڑپ تڑپ کر جان دینی پڑی۔"

"آرتھر....!" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا پھر جولیا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"وہی نا جس کے بائیں کان کی لو کٹی ہوئی تھی۔ داہنے نتھنے پر بڑا سا تل تھا۔"

"وہی وہی....!" لڑکی جلدی سے بولی اور فریدی کے چہرے پر نظریں جمادیں۔ فریدی کسی سوچ میں پڑ گیا۔

دوسرے دن صبح حمید کی طبیعت کسلمند تھی۔ پچھلی رات کافی رات تک جاگتا رہا تھا۔ جولیا سے گفتگو کرنے کے بعد فریدی اٹھ کر سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ حمید آرتھر کے متعلق اس سے استفسار کرنا چاہتا تھا۔ اسے یاد آرہا تھا کہ اس نے اس سے پہلے بھی یہ نام سنا تھا لیکن ذہن پر کافی زور دینے کے باوجود بھی یہ نہ یاد آیا کہ نام کس سلسلہ میں تھا اور پھر اس نام پر فریدی کے چہرے پر تشویش کے آثار بھی دکھائی دیئے تھے۔ آخر کیوں، اور وہ اسے کچھ بتائے بغیر چپ چاپ اٹھ گیا تھا۔ حمید کافی دیر تک الجھتا رہا۔

اور شاید یہ الجھن اور زیادہ بڑھ جاتی مگر ناشتے کی میز پر جولیا کی ہیئت کذائی دیکھ کر اس کی الجھن رفع ہوگئی۔ وہ اس وقت لیڈی ہملٹن کے غرارے اور جیمپر میں ملبوس تھی اور دوپٹے کو گردن میں ڈال کر ٹائی کی گرہ لگائے ہوئے تھی۔

"ارے اس طرح نہیں استعمال کیا جاتا۔" حمید نے کہا۔

"اونہہ....!" فریدی منہ بنا کر بولا۔ "چلنے بھی دو۔"

"پھر کس طرح۔" جولیا نے کہا۔

"ٹھہرو بتاتا ہوں۔" حمید بولا اور اٹھ کر اسے باقاعدہ دوپٹہ اوڑھا دیا اور پھر بڑا سا گھونگھٹ نکال کر اپنی جگہ پر آبیٹھا۔

وہ چند لمحے تک اسی حالت میں بیٹھی رہی۔ پھر منمناتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں چائے کس طرح پیئوں گی۔"

"یہ بھی کچھ مشکل نہیں۔" حمید نے کہا اور چائے کی پیالی گھونگھٹ میں لے جا کر اس کے ہونٹوں سے لگادی۔

فریدی حمید کو گھور رہا تھا اور بولا کچھ نہیں۔

"اس طرح تو بڑی دشواری ہوگی۔" جولیا اکتا کر بولی۔

"میں تمہیں اپنے ملک کے لباس کا صحیح استعمال بتا رہا ہوں۔" حمید نے کہا اور اس کا ہاتھ کیک سلائس سمیت گھونگھٹ میں گھس گیا۔

"مجھ سے نہیں بنے گا۔" جولیا نے کہا۔

"مجبوری ہے۔"

جولیا بدستور گھونگھٹ نکالے بیٹھی رہی۔ وہ اسی طرح چائے پینے لگی تھی۔ کیا تمہارے یہاں سب کی سب عورتیں ایسا ہی لباس پہنتی ہیں۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں....!"

"ہمیشہ....!"

"ہاں....!"

"وہ زندہ کس طرح رہتی ہیں۔"

"خود تمہیں دو چار دن کے بعد اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔"

"تو کیا مجھے بھی اس طرح رہنا ہوگا۔" جولیا گھبرا کر بولی۔

"قطعی....اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔"

"میں تو مر جاؤں گی۔"

"ہمارے یہاں کی عورتیں سو سال سے قبل نہیں مرتیں۔"

"تعجب ہے۔"

"بھلا اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔"

"تمہارے یہاں کی عورتیں دنیا کا آٹھواں عجوبہ معلوم ہوتی ہیں۔" جولیا نے کہا۔

"اور مرد اس سے بھی زیادہ اُلو کے پٹھے ہیں۔"

"کیوں....؟"

"اس لئے کہ ہمارے یہاں شادی سے پہلے میڈیکل ٹسٹ کا رواج نہیں ہے۔"

"کیا اوٹ پٹانگ بکواس لگا رکھی ہے۔" فریدی نے جھنجھلا کر کہا اور پھر جولیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اپنا منہ کھول دو، یہ خواہ مخواہ تنگ کر رہا ہے۔" جولیا نے ہنس کر گھونگھٹ ہٹا دیا۔ پھر حمید سے کہنے لگی۔ "یقیناً یہاں کے مرد اُلو کے پٹھے معلوم ہوتے ہیں۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر جولیا بولی۔

"کیا اس کو نقاب کہتے ہیں۔"

"نہیں گھونگھٹ.... کیوں؟"

"کیا یہ دونوں لفظ ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔"

"نہیں، نقاب اور گھونگھٹ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ بہر حال وہ بھی چہرے کو چھپانے ہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔"

"میں آج صبح کا اخبار پڑھ رہی تھی۔ اس میں یہ خبر کافی دلچسپ تھی کہ کل چند پاگل آدمیوں نے اٹھائیس عورتوں کے نقاب نوچ ڈالے۔ لیکن میں انہیں پاگل نہیں سمجھتی ہوں۔ انہوں نے نہایت عقلمندی کا کام کیا ہے۔"

"انہیں میں بھی عقل مند سمجھتا ہوں۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "ہاں تم کسی بڑی گہری سازش میں شریک کی جانے والی تھیں۔"

"میری عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس دنیا میں ہوں یا عالم ارواح میں۔ کہیں میں سچ مچ پاگل ہی نہ ہو جاؤں۔"

"گھبراؤ نہیں۔" فریدی نے اسے دلاسہ دیا۔ "آہستہ آہستہ سارے سازشی میری گرفت میں آتے جا رہے ہیں۔"

"ممکن ہے کہ مجھے اس گورکھ دھندے سے نجات بھی مل جائے۔" جولیا مغموم لہجے میں بولی۔ "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنے والدین کو کس طرح یقین دلاؤں گی کہ میں ان کی بیٹی ہوں۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا.... تم مت گھبراؤ۔"

"لیکن آخر یہ سب کچھ ہوا کیوں.... میری زندگی کیوں اس طرح برباد کی گئی۔"

"میں اسی سوال کے جواب کی تلاش میں ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن تمہیں زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔ وہ لوگ تمہاری تلاش میں ہیں اور ان کا گروہ بہت منظم معلوم ہوتا ہے اگر تم سے ذرا بھی لغزش ہوئی تو سارا کام بگڑ جائے گا۔"

"حتی المقدور احتیاط برتوں گی۔"

"تمہیں ناچنا آتا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"مجھے کبھی تفریحات کا موقع ہی نہیں ملا۔" جولیا نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا تو خیر اس مکان میں تمہیں بہت سی تفریحات ملیں گی۔"

حمید ابھی اٹھنا نہیں چاہتا تھا لیکن فریدی کے اشارے پر اٹھنا ہی پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کر رہے تھے۔

"یہ آرتھر کون تھا۔" حمید نے فریدی سے پوچھا۔

"تم آرتھر کو نہیں جانتے۔" فریدی اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تب تو تمہیں اس محکمے میں نہیں ہونا چاہئے۔"

"یہ تو وہی بات ہے۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "تم خدا کو نہیں جانتے۔ تب تو تمہاری پیدائش ہی غلط ہوئی ہے۔"

"تمہیں اس کے متعلق کچھ نہ کچھ تو معلوم ہونا ہی چاہئے تھا کیونکہ اس کا ریکارڈ کافی عرصہ تک تمہاری فائل میں رہا ہے۔"

"مجھے یاد نہیں۔"

"خیر وہ ایک عادی مجرم اور ایک خطرناک بلیک میلر تھا۔ آج سے چھ ماہ قبل تین سال کی قید بامشقت سے رہا ہوا تھا، بہر حال جولیا نے یہ ایک بڑے کام کی بات بتائی ہے۔"

"مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا۔"

"کس طرح....!" فریدی نے پوچھا۔

"وہی بکواس کر رہی تھی۔"

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔"

"اس وقت میں اسے پاگل سمجھتا تھا۔"

"ہوں.... خیر.... آؤ چلیں۔"

"لیکن جانا کہاں ہے...." حمید نے پوچھا۔

"فی الحال آوارہ گردی کے موڈ میں ہوں۔"

"مگر میں بڑا شریف بچہ ہوں۔"

"چلو چلو....!" فریدی اسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔

پھر چند لمحوں کے بعد فریدی کی کیڈلاک بڑی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

"کیا آپ نے کوئی طریقہ متعین کر لیا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"ابھی نہیں.... ابھی تو میں بقول شخصے اندھیرے میں ہاتھ مار رہا ہوں۔"

"ایک بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی۔"

"کیا....!"

"آخر ہم پر ہی کیوں اس قسم کی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔"

"کیسی بلائیں۔"

"کیا یہ ضروری تھا کہ وہ لڑکی آپ ہی کو ملتی۔" حمید نے کہا۔ "میں شروع سے دیکھ رہا ہوں کہ جس زمین پر آپ کے قدم پڑتے ہیں وہاں سے کوئی نہ کوئی نیا فتنہ ضرور ابھرتا ہے، پتہ نہیں کہ آپ کی تقدیر کس بنا پتی ستارے سے وابستہ ہے۔"

"تقدیر کی بات نہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اگر تم بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھو تو تمہیں ہر راہ پر ہر موڑ پر کسی نہ کسی عجیب واقعہ سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"میں آنکھیں بند نہیں رکھتا۔"

"اگر آنکھیں بند نہیں رکھتے تو تم نے اسے پاگل کیوں سمجھ لیا تھا۔"

"میں کیا ہر ایک ایسا ہی سمجھتا۔"

"ہر ایک نہ کہو.... اپنی کہو۔"

"خیر ماریئے گولی۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔"

فریدی یوں ہی بلا مقصد اپنی کار ادھر اُدھر دوڑاتا پھر رہا تھا۔ کبھی اس سڑک پر۔ کبھی اُس پارک کے سامنے روک دی اور کبھی کسی ریستوران کے سامنے.... ڈاکٹر ضرغام کے مطب کا بھی ایک چکر لگا چکا تھا اور اسے کل ہی کی طرح میز پر جھکا ہوا پایا تھا۔ آج بھی اس کے یہاں مریضوں کی زیادہ بھیڑ نہیں تھی۔

ونڈو پر ایک آدمی کھڑا شاید دوا لے رہا تھا اور دو بوڑھیاں اس کی میز کے قریب پڑی ہوئی کرسیوں پر اونگھ رہی تھیں۔

اب اس کی کار باٹم روڈ کی طرف سے نیلی روڈ کی طرف جا رہی تھی۔

"یہ کیا....!" دفعتاً حمید بولا۔

ایک جگہ کافی بھیڑ دکھائی دی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ لوگ کسی کو گھیر کر پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فریدی نے یک لخت کار روک دی اور اتر کر بھیڑ کی طرف بڑھا۔

ایک آدمی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ابھی ابھی ایک دیوانے نے ایک طالبہ کا نقاب نوچا ہے۔ وہ بیچاری ایک طرف سمٹی کھڑی تھی۔ فریدی بھیڑ کو چیرتا ہوا اندر گھسا۔ دیوانہ بار بار پکڑنے والوں کی گرفت سے نکل جاتا تھا، وہ خود بھی لہولہان ہو رہا تھا اور کئی آدمیوں کو اپنے بڑے بڑے ناخنوں اور چمکیلے دانتوں سے زخمی کر چکا تھا۔

فریدی چند لمحے تک کھڑا اسے بغور دیکھتا رہا تھا پھر خود بھی اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے، لیکن لاکھ احتیاط کے باوجود بھی اس کے دانتوں سے نہ بچ سکا۔ اس نے اس کے شانے پر منہ مارا تھا مگر فریدی کی گرفت سے نکل جانا آسان کام نہ تھا۔

حمید بھیڑ کو ہٹانے لگا۔ فریدی نے اس کو کار کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ دفعتاً کسی اور طرف سے ایک اور آدمی بھی دیوانے پر ٹوٹ پڑا۔

"مار ڈالوں گا سالے کو۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "میری بیٹی کا نقاب.... کل اسی نے....!"

فریدی اسے ہٹانے لگا۔ اس جدوجہد کے دوران میں کسی طرح دیوانہ اس کی گرفت سے نکل گیا اور دوسرا آدمی فریدی پر آ رہا۔

حمید بے ساختہ اس دیوانے کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ دوڑے اور یہی چیز اس کے نکل جانے کا سبب بن گئی اگر وہ ایک ساتھ نہ دوڑتے تو اس نے اس خبطی کو پکڑ لیا ہوتا۔ اگلے موڑ پر پہنچ کر وہ یک بیک بھیڑ میں غائب ہو گیا۔

واپسی پر حمید نے فریدی کو اس آدمی سے الجھے ہوئے پایا جس کی وجہ سے وہ اس کی گرفت سے نکل گیا تھا۔

"کیا ضرورت تھی آپ کو خواہ مخواہ بیچ میں کودنے کی۔" فریدی بگڑ رہا تھا۔

"اس نے کل میری بچی کا نقاب نوچا تھا۔ میں زندہ نہیں چھوڑوں گا اس پاگل کتے کو۔ اگر حکومت ان پاگلوں کا کوئی انتظام نہیں کر سکتی تو ہم خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔"

فریدی اسے جواب دینے کی بجائے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مار دے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنی حالت پر قابو پالیا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اس

نے مسکرا کر کہا۔ ”لیکن میں نے اسے پکڑ ہی لیا تھا۔“

”اب کیا بتاؤں....!“ وہ آدمی خفیف ہو کر بولا۔ ”اسے دیکھ کر میں خود کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ کل اس نے سر راہ شرمندہ کیا تھا۔“

”خیر ہو گا۔“ فریدی نے بے تعلقانہ انداز میں کہا اور اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔ لیکن وہ اب بھی کنکھیوں سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس دوران میں اس نے حمید کو کچھ اشارہ کیا اور وہ کار کے قریب سے ہٹ کر سڑک کے کنارے پر چلا گیا۔

فریدی نے کار اسٹارٹ کر دی۔

حمید سڑک کی کنارے کھڑا رہا۔ اتنے میں وہ آدمی جس نے دیوانے کو مارا تھا ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ حمید اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

وہ دو تین سڑکوں کا چکر لگانے کے بعد ڈاکٹر ضرغام کے دواخانے کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور حمید کا دل بُری طرح دھڑکنے لگا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ڈاکٹر ضرغام کے مطب میں داخل ہو گیا۔ دواخانے کے سامنے ہی فٹ پاتھ پر پرانے ناولوں اور رسالوں کی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔ حمید وہاں رک کر کاؤنٹر پر لگی ہوئی کتابیں الٹنے پلٹنے لگا۔

اس کی نظریں کبھی کبھی اس کھڑکی کی طرف اٹھ جاتی تھیں جس کے پیچھے ڈاکٹر ضرغام کی میز تھی۔ یکایک ڈاکٹر ضرغام اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دب گیا تھا۔ ”میں اسے دیکھ لوں گا۔“

حمید نے سڑک کے شور کے باوجود ڈاکٹر ضرغام کی آواز صاف سن لی تھی۔ ”کسے دیکھ لے گا۔“ حمید کے ذہن نے سوال کیا۔

کیا یہ جملہ اس نے فریدی کے لئے کہا تھا۔ کیا وہ شخص جس کا وہ تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا تھا فریدی کو پہچانتا تھا اگر یہ بات ہے تو وہ اسے بھی پہچانتا ہو گا اور یہ بھی جانتا ہو گا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ لیکن دوسری بات کو اس کے ذہن نے قبول نہ کیا۔ اگر یہ بات ہوتی تو وہ ضرغام کے مطب میں آتا ہی کیوں، یا اگر کسی وجہ سے آیا ہی تھا تو اس کے داخل ہوتے ہی ڈاکٹر ضرغام استھسکوپ اٹھا کر اس کا معائنہ شروع کر دیتا اور وہ اسی سلسلہ میں اپنی رپورٹ بھی سناتا۔ حمید نے

پھر ڈاکٹر ضرغام کی طرف دیکھا جو کھونٹی سے لٹکا ہوا کوٹ اتار رہا تھا۔ پھر اس نے ٹائی کی گرہ درست کی اور انگلیوں سے سر کے بال ٹھیک کرتا ہوا فٹ پاتھ پر اتر آیا۔

وہ آدمی بدستور اپنی جگہ پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ ڈاکٹر ضرغام نے حمید کے قریب سے گذرتے وقت اسے گھور کر دیکھا اور سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی کار میں بیٹھ کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ حمید چکرا گیا کہ اب اس کا تعاقب کرے یا اس آدمی کے انتظار میں وہیں کھڑا رہے۔

وہ آدمی تھوڑی دیر تک اونگھتا رہا پھر وہ بھی باہر نکل آیا۔

حمید پھر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ دفعتاً اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا، اسے ہر حالت میں ڈاکٹر ضرغام کا تعاقب کرنا چاہئے تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ اس بات کا تذکرہ فریدی سے نہ کرے گا کیونکہ اس طرح اس کا احمق قرار دیا جانا یقینی تھا۔ فریدی گھنٹوں اس کا مذاق اڑاتا۔

وہ آدمی تھوڑی دیر ادھر اُدھر مارے مارے پھرنے کے بعد ایک چھوٹے سے کیفے میں گھس گیا جس میں بار بھی تھا۔

❁

رات اپنے سیاہ بازو پھیلائے کائنات پر مسلط ہوتی جارہی تھی۔ حمید اور جولیا رات کے کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے فریدی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ صبح سے غائب تھا۔ آج اس کی تفتیش کا پانچواں دن تھا۔

حمید کو حیرت تھی کہ آخر فریدی اس بار اتنی احتیاط کیوں برت رہا ہے۔ قاعدے کے مطابق تو اسے اب ڈاکٹر ضرغام سے الجھ ہی جانا چاہئے تھا۔

"تمہارا چیف تو مجھے ان آدمیوں سے بھی عجیب معلوم ہوتا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"کیوں....!" حمید نے پوچھا۔

"اس نے پورے مکان کو اچھا خاصا عجائب خانہ بنا رکھا ہے۔"

"کیا تم نے یہاں سب کچھ دیکھ لیا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"سب کچھ سے کیا مراد ہے۔"

"مطلب یہ کہ تم نے مجھے بھی دیکھا یا نہیں۔"

"کیوں نہیں تمہارے جیسا Langhing Beast (ہنسنے والا درندہ) آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔" جولیا نے ہنس کر کہا۔

"تم غلط سمجھیں.... میں بہت روتا ہوں۔"

"کیوں....!"

"ایک ستم رسیدہ آدمی ہوں۔"

"تم....!" جولیا ہنس کر بولی۔ "بھلا تم پر کس نے ظلم کیا ہے۔"

"مجھے ان کے نام تک یاد نہیں رہے۔"

"ظلم کی قسمیں بتاؤ۔"

"کیا کرو گی سن کر تمہیں دکھ ہو گا۔"

"پھر بھی۔"

"ایک بار ایک آدمی نے میرے منہ پر کہہ دیا تھا کہ تمہاری ناک ٹیڑھی ہے۔"

"ٹھیک تو کہا تھا اس نے....!"

"ہائیں....!" حمید اچھل کر بولا۔ "تم بھی یہی کہتی ہو۔"

"نہیں نہیں سیدھی ہے۔ میں نے تو یونہی مذاق کیا تھا۔ اچھا دوسرا ظلم؟"

"دوسرا ظلم یہ ہے کہ آج تک کسی لڑکی نے مجھ سے شادی کی درخواست نہیں کی۔"

"یہ تو واقعی ظلم ہے۔" جولیا مسکرا کر بولی۔

"مجھے اُلو بنا رہی ہو۔"

"نہیں نہیں.... تیسرا ظلم۔"

ایک بار مجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی۔ بڑی سنجیدہ اور حلیم تھی۔ میں نے اسے کبھی ہنستے یا مسکراتے حتیٰ کہ بات کرتے بھی نہیں دیکھا۔ میں نے اسے کئی بار متوجہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ صرف دیکھ کر رہ گئی۔

"پھر....!"

"ایک بار ایک جگہ تنہا مل گئی۔ میں نے اس سے گفتگو کرنی چاہی، جانتی ہو اس نے کیا کہا۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ جولیا اسے سوالیہ انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"کیا کہا...؟!" وہ تھوڑی دیر بعد اکتا کر بولی۔

اس نے کہا۔ "اوع.... باغ.... بوق.... بعوق....!"

"کیا مطلب....!"

"وہ گونگی تھی۔" حمید غمزدہ لہجے میں بولا اور اداسی کی ایکٹنگ کرتا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

جولیا بے اختیار ہنس پڑی اور کافی دیر تک ہنستی رہی۔

"تم نے شادی کیوں نہیں کر لی اس سے۔" جولیا ہنس کر بولی۔

"میں نے سوچا کہیں اس بے چاری کو میرے ساتھ رہ کر بولنا ہی نہ پڑ جائے۔"

"تو تم زندگی بھر کنوارے ہی رہو گے؟"

"ہاں....!"

"آخر کیوں؟ تم لوگ تو کافی دولت مند ہو۔" جولیا نے کہا۔

"میرا چیف عورتوں سے ڈرتا ہے اور میں....!"

"کیوں....؟" جولیا نے اس کی بات کاٹ کر سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا.... لیکن جب سے تم یہاں آئی ہو وہ گھر میں بہت کم رہتا ہے۔"

"کیا مجھ سے بھی ڈرتا ہے۔"

"ہاں تم سے بھی بُری طرح خائف ہے۔"

"کیوں؟"

"پتہ نہیں....!"

"عجیب بات ہے تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے فول مین کی آندھی اور بیرون آئی لینڈ کی پُراسرار آبادی کا پتہ لگایا تھا۔"

"ہاں ہاں میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"اور وہ عورتوں سے ڈرتا ہے۔"

"عجیب لڑکی ہو تم بھی۔" حمید نے کہا۔ عورتوں سے خائف رہنے میں اس کی دلیری اور بلند ہمتی میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے دیکھو میں کتنا بہادر آدمی ہوں لیکن اندھیرے میں کسی کالی بلی

کی سرخ سرخ آنکھیں دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ سناٹے میں اُلو کی آواز سن کر میرا دم نکلنے لگتا ہے۔ اگر اندھیرے میں تم ہی چونک کر مجھے ڈرادو تو میں چیخ مار کر تم سے لپٹ جاؤں گا۔

جولیا کچھ کہنا ہی چاہ رہی تھی کہ قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ چونک کر آواز کی طرف دیکھنے لگی۔ فریدی اپنی بغل میں ایک فائل دبائے اندر داخل ہوا۔ ابھی وہ بیٹھنے ہی پایا تھا کہ جولیا پوچھ بیٹھی۔

"مسٹر فریدی! کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو۔"

فریدی نے بُرا سا منہ بنا کر حمید کی طرف دیکھا اور پھر جولیا کو مخاطب کر کے بولا۔ "اس قسم کی اطلاعات صرف تمہیں اس سے مل سکتی ہیں۔"

"یہ کہتا ہے کہ تم میری وجہ سے ادھر اُدھر بھاگے پھرتے ہو۔" جولیا نے کہا۔ "خیر بھاگ دوڑ تو میری ہی وجہ سے ہو رہی ہے، لیکن اس کا کہنا ہے کہ تم مجھ سے اس قدر خائف ہو کہ تم گھر میں نہیں رہتے۔"

"ممکن ہے کہ یہ ٹھیک ہی کہتا ہو۔" فریدی لاپروائی سے بولا۔ "تم لوگ کھانا کھا چکے؟"

"لیکن تم مجھ سے ڈرتے کیوں ہو۔" جولیا نے پوچھا۔

"بھئی اس سے پوچھو، وہی کوئی معقول وجہ بتا سکتا ہے۔" فریدی اکتا کر بولا۔

پھر اس نے باورچی کو آواز دے کر بلایا۔

"میں اس وقت کھانا نہیں کھاؤں گا۔" اس نے کہا۔ "بس جلدی سے کافی اور دو پیسٹریاں دے جاؤ۔"

"دیکھا تم نے۔" حمید چہک کر بولا۔ "ڈر کے مارے بھوک بھی غائب ہو گئی۔ صرف کافی پئیں گے۔"

"کیوں بے کار بکواس لگا رکھی ہے۔" فریدی اردو میں بڑبڑایا۔

"میں کہتا ہوں آخر ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔" حمید نے انگریزی میں کہا۔ "یہ بے چاری نہ شیر ہے نہ بھیڑیا۔"

"شٹ اپ.....!"

"اچھا خوف کی وجہ ہی معلوم ہو جائے۔"

"حمید چپ رہو، ورنہ سر توڑ دوں گا۔" فریدی نے اردو میں کہا۔

"اوہو....!" حمید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے جولیا کی طرف مڑا۔ "یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے کل رات کو تمہیں اپنے کتے سے لڑتے دیکھا تھا۔"

"میں....!" جولیا متحیر ہو کر بولی۔ "نہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔"

"یہ تمہیں خوامخواہ بے وقوف بنا رہا ہے۔" فریدی نے جولیا سے کہا۔ "اس کی باتوں میں نہ آؤ۔"

"تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔" جولیا حمید کی طرف مڑی۔

"یہ غلط ہے۔ میں نے آج تک کسی لڑکی کو بے وقوف نہیں بنایا۔ ہمیشہ خود بنتا رہا ہوں۔"

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تم نے بہتیری لڑکیوں کو بے وقوف بنایا ہوگا۔ میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔" جولیا بولی۔

"البتہ بعض لڑکیوں نے مجھے اس قدر بے وقوف بنایا ہے کہ اب مجھے خود کو بے وقوف کہتے ہوئے بھی شرم آنے لگی ہے۔" حمید نے مغموم لہجے میں کہا۔

"اچھا کس طرح بے وقوف بنایا تھا۔"

"ایک دو کیس ہوں تو بتاؤں۔"

"پھر بھی ایک آدھ....!" جولیا چونک کر بولی۔

"خدا خیر کرے۔" فریدی اردو میں بڑبڑایا۔ "حمید کے بچے خدارا اس مظلوم لڑکی پر رحم کرو۔"

"ابھی کچھ دنوں کی بات ہے۔" حمید فریدی کی بات کو نظر انداز کر کے بولا۔ "ایک لڑکی مجھ سے بہت قریب ہو گئی اور اس نے رو رو کر مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ ہرگز مجھ سے شادی نہ کرے گی۔ اس بات پر مجھے سچ مچ اس سے محبت ہو گئی، لیکن اس نے مجھے بے وقوف بنایا۔ مجھے کہیں کا نہ رکھا۔"

"کیوں کیا کیا اس نے۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"منمنانے لگی.... ناک کے بل بولنے لگی۔"

"کیوں! منمنانے کیوں لگی۔"

"تاکہ میں اس سے نفرت کرنے لگوں۔ اسے بھلا دوں۔"

"عجیب بات ہے.... بھلا اس میں نفرت کی کیا بات ہے۔"

"میں ہر اس عورت سے نفرت کرنے پر مجبور ہوں، جو ناک کے بل بولتی ہے۔"

"عجیب آدمی ہو تم.....!"

"لیکن میں نے اس معاملہ میں بڑا دھوکہ کھایا۔"

"کیا....؟"

"اسے دراصل زکام ہو گیا تھا۔"

"تو پھر بھلا اس میں اس کا کیا قصور.....!" جولیا ہنس کر بولی۔

"قصور سراسر اسی کا ہے۔" حمید نے کہا۔ "اسے بتا دینا چاہئے تھا کہ وہ زکام میں مبتلا ہے۔ مگر خیر حقیقت معلوم ہو جانے پر بھی مجھے اس سے نفرت ہی رہی۔"

"پھر نفرت کیوں رہی۔"

"اس لئے کہ زکام ٹھیک ہو جانے کے بعد وہ منمناتی رہی۔"

"تو پھر زکام ہی رہا ہو گا۔"

"خدا جانے.....!" حمید نے کہا۔ "تم نے رستم و سہراب کا لکھا ہوا فردوسی نامہ پڑھا ہے؟"

"حمید سور اب چپ بھی رہو۔" فریدی نے کہا۔

اتنے میں کافی آگئی اور وہ تینوں اپنی اپنی پیالیاں سیدھی کرنے لگے۔ کافی کے دوران میں فریدی نے اپنا فائل کھول کر جولیا کے سامنے رکھ دیا۔

"ارے یہ تو آرتھر کی تصویر ہے۔" جولیا ایک فارم میں چپکی ہوئی تصویر کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"ہوں.....!" فریدی نے دوسرا ورق الٹتے ہوئے کہا۔ "اسے بھی دیکھا ہے کہیں؟"

"نہیں.....!" جولیا بولی اور فریدی نے دوسرا ورق الٹا۔ اس طرح وہ بدستور ورق الٹتا رہا۔ ایک جگہ جولیا بے اختیار چیخ پڑی۔

"یہ بھی تھا..... ان میں یہ بھی تھا اور زیادہ تر اس نے مجھ پر کوڑے برسائے ہیں۔"

"ٹھیک.....!" فریدی نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔

جولیا نے پورا فائل الٹ دیا لیکن اور کسی تصویر کے متعلق اس نے کچھ نہیں کہا۔ فریدی نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھ دیا اور کافی کی پیالی پکڑ کر پر خیال انداز میں سگار کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔

"کیا تم نے ان کا پتہ لگایا ہے۔" جولیا نے پر اشتیاق لہجہ میں پوچھا۔

"ہاں.... لیکن ابھی یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ انہوں نے یہ سب کیا کیوں؟ وہ اب بھی تمہاری تلاش میں ہیں۔"

"تم انہیں پکڑ کیوں نہیں لیتے۔"

"اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ میں ان کے خلاف ثبوت کہاں سے مہیا کروں گا۔ اگر کسی طرح آرتھر کی لاش مل جاتی تب بھی غنیمت تھا۔"

"کیا میری شہادت کافی نہ ہو گی۔"

"قطعی نہیں.... عدالت تمہارے اس بیان پر ہرگز یقین نہ کرے گی کہ تمہاری شکل تبدیل کر دی گئی ہے کیونکہ تمہارے خدوخال سو فیصد قدرتی معلوم ہوتے ہیں اور تم خواہ مخواہ ایک جنجال میں پھنس جاؤ گی کہ تم بغیر پاسپورٹ اور ویزا کے داخل کیسے ہوئیں۔"

"جولیا خاموش ہو گئی۔"

کافی ختم کرنے کے بعد فریدی نے جولیا کو سونے کے لئے اوپری منزل میں بھیج دیا اور خود باہر جانے کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔ اس نے حمید کو بھی تیار ہو جانے کو کہا۔ حمید طوعاً و کرہاً تیار ہو گیا۔ اس وقت وہ کہیں باہر جانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

راستے میں حمید نے فریدی سے کہا۔

"آپ کہہ رہے تھے کہ کسی عدالت کو جولیا کے بیان پر یقین نہیں آ سکتا۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔"

"تو پھر آپ نے کیسے یقین کر لیا۔"

"اس لئے کہ اب میں یہ بات اچھی طرح جان گیا ہوں کہ اس واقعہ سے تعلق رکھنے والے لوگ پکے سازشی ہیں۔ آرتھر کے متعلق میں تمہیں بتا ہی چکا ہوں۔ اب تمہیں اس کے ساتھی کے پاس لئے چل رہا ہوں۔ اسی کے پاس جس کی تصویر جولیا نے شناخت کی تھی۔"

فریدی نے چرچ روڈ پر اپنی کار روک دی۔

"کیوں یہ وہی کیفے ہے نا جہاں تم نے میجر سلمان کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔" فریدی نے پوچھا۔

''کون میجر سلمان.....!''

''وہی جس کا تعاقب تم نے کیا تھا۔''

''اوہ ہاں.....!'' حمید نے کہا۔ ''یہی وہ کیفے ہے۔''

فریدی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔ یہاں قریب قریب ساری میزیں بھری ہوئی تھیں۔ زیادہ تر لوگ شراب پی رہے تھے۔

حمید کی نظریں کاؤنٹر پر رک گئیں جہاں ایک دبلا پتلا آدمی کھڑا اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا۔ کچھ دیر قبل اس نے اس کی تصویر فائل میں دیکھی تھی۔

فریدی پر نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس نے کاؤنٹر کی کھڑکی کھولی اور تیز تیز چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور بولا۔

''فرمایئے سرکار.....!'' وہ قدرے جھک کر بولا۔ ''آج ہمیں کیسے عزت بخشی؟''

''مجھے آرتھر کا پتہ چاہئے۔'' فریدی نے کہا۔

''وہ تو.....ضر.....ضروری نہیں کہ مجھے اس کا پتہ معلوم ہو۔'' اس نے فریدی کے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔ ''آپ جانتے ہیں کہ میں آج کل باعزت طور پر زندگی بسر کر رہا ہوں اور مجھے اب کسی کا پتہ نہیں معلوم۔''

''ہوں.....!'' فریدی نے مسکرا کر کہا۔

''مجھے دراصل اس سے ایک کام لینا تھا۔''

''اوہو حضور والا تو کون سا کام ہے۔ میں نہ کر سکوں گا۔ مجھ سے فرمایئے۔''

''تمہارے بس کا نہیں۔'' فریدی نے کہا۔ ''یہ میں جانتا ہوں کہ کون کیا کام کر سکتا ہے۔''

''کیا کسی کو بلیک میل کرنا ہے؟''

''ہاں.....!''

''ہاں تو یہ واقعی میں نہ کر سکوں گا۔''

''اچھا خیر، اگر آرتھر کہیں دکھائی دے تو اسے میرے پاس بھیج دینا۔''

''بہت بہتر.....!''

واپسی پر فریدی حمید سے کہہ رہا تھا۔

"اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ آرتھر سچ مچ مار ڈالا گیا ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"کیا تم نے غور کیا تھا کہ وہ ضرغام کا نام لیتے لیتے رہ گیا تھا، تم نے اسے چونکتے نہیں دیکھا تھا۔ کیا تم نے محسوس نہیں کیا کہ اس نے ضرغام کے "ضر" کو ضروری میں کھپا دیا تھا۔"

❁

"تو بس اتنی سی بات کے لئے آپ یہاں دوڑ آئے تھے۔" حمید نے منہ بنا کر کہا۔ "بظاہر تو تمہیں بھی یہی معلوم ہوگا کہ میرا دماغ چل گیا ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"بباطن وہ ہر وقت چلتا ہی رہتا ہے۔" حمید نے اپنے پائپ میں تمباکو بھرتے ہوئے کہا۔

فریدی کچھ نہیں بولا۔ اس کی نظریں سامنے سڑک پر تھیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کیا تم نے اس بات پر غور نہیں کیا۔" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "کہ آج گھر کی رکھوالی کرنے والے کتے بھی بند تھے۔"

"یعنی....!" حمید نے چونک کر پوچھا۔

"اور جس وقت ہم لوگ گھر سے روانہ ہوئے دو تین آدمی ہماری نقل و حرکت دیکھ رہے تھے۔" فریدی نے کہا۔

"کون تھے....!"

"ضرغام کے ساتھی۔"

"تو کیا وہ اس بات سے واقف ہو گئے ہیں کہ جولیا ہمارے پاس ہے۔"

"قطعی....!" فریدی نے کہا اور کار کی رفتار سست کر دی۔

"اور آپ جولیا کو چھوڑ آئے ہیں۔" حمید تقریباً چیخ کر بولا۔

"میں بہرہ نہیں ہوں۔" فریدی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

حمید دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"اور رکھوالی کے کتے بھی بند ہیں۔" اس نے پھر کہا۔

"ہاں ہاں....!" فریدی جھلا کر بولا۔ "سینکڑوں بار سمجھا دیا کہ سمجھ میں آئی ہوئی بات کے متعلق دوبارہ مت پوچھا کرو۔"

"آپ نہ جانے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔" حمید بگڑ کر بولا۔

"کون سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔" فریدی نے داہنے ابرو کو جنبش دے کر کہا۔

"میں کہتا ہوں کہ آپ ایسی حالت میں اسے تنہا کیوں چھوڑ آئے ہیں۔"

"ہاں یہ سوال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ.....!" فریدی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کی نظریں داہنے فٹ پاتھ پر رینگ رہی تھیں۔ دفعتاً اس نے کار کی رفتار تیز کر دی اور پھر اسے ایک بالکل ہی غیر متعلق راستے پر موڑ دیا۔

"کیوں یہ کیا....!" حمید چونک کر بولا۔

"کام بن گیا۔" فریدی نے کہا اور کار کو ایک تاریک گلی میں موڑ دیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ ایک سڑک پر آ گئے۔ لیکن یہ سڑک بالکل سنسان تھی اور دیہی علاقوں سے گزرتی ہوئی سعید آباد کی طرف چلی گئی تھی۔

فریدی نے کار کو سڑک کے کنارے لگی ہوئی جھاڑیوں میں اتار دیا اور اسے موڑ کر اس کا رخ پھر سڑک کی طرف کر دیا۔

"اس بیچاری کیڈی پر تو رحم کیجئے۔" حمید نے کہا۔

"سب چلتا ہے۔"

"میں گاڑیوں کو خوبصورت رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔"

"لیکن آخر یہ سب ہے کیا.... کون سا کام بن گیا۔" حمید نے اکتا کر کہا۔

"کام یہ بن گیا کہ انہوں نے جولیا پر قابو پا لیا ہے۔"

"اوہ....!"

"شور مچانے کی ضرورت نہیں۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔"

حمید خاموش ہو گیا۔ اسے فریدی پر غصہ آ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ یہ سمجھتا تھا کہ فریدی شاذ و نادر ہی کوئی غلط قدم اٹھاتا ہے۔ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ پانچ دن کی خاموشی دراصل طوفان سے قبل کی خاموشی تھی اور فریدی سچ مچ کوئی خطرناک اقدام کرنے جا رہا ہے۔

"میں ریوالور نہیں لایا۔" حمید نے آہستہ سے کہا۔

"فی الحال شائد اس کی ضرورت پیش نہ آئے، فریدی نے پراطمینان لہجے میں کہا اور شاید اس کی ضرورت پڑے تو میرا ہی ریوالور کافی ہوگا۔ ویسے میں بھی آج کل خون بہانے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"لیکن آپ نے بازار میں یک بیک یہ کیسے کہا تھا کہ کام بن گیا۔"

"اشارہ کیا تھا۔"

"کس کو.....!"

"اپنے ایک آدمی کو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وحید، راجندر اور رمیش بھی میرے ساتھ کام کررہے ہیں۔"

"لیکن اس بار آپ نے یہ کیسی بدپرہیزی کر ڈالی۔" حمید نے کہا۔

"اس کیس میں بڑا پھیلاؤ ہے۔ شاید تمہیں نہیں معلوم کہ ضرغام ایک بہت بڑے گروہ کا سرغنہ ہے اور یہ سب کچھ مجھے اس کیس کے سلسلے میں معلوم ہوا ہے، ورنہ پہلے تو میں اسے کچھ سمجھتا ہی نہ تھا۔"

"انہیں کس طرح معلوم ہوا ہے کہ جولیا ہمارے پاس ہے۔"

"خود میں نے انہیں اس راز سے آگاہ کیا ہے۔"

"وہ کس طرح۔" حمید نے بے چینی سے پوچھا اور اپنا پائپ ٹٹولنے لگا۔ "نہیں حمید صاحب فی الحال تمباکو پینے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"آپ میرے سوال کا جواب دیجئے۔"

"بھئی یہ لمبی داستان ہے۔" فریدی نے کہا۔

"خیر مختصراً سنو۔ ضرغام کے آدمی اس دن سے میرے پیچھے لگ گئے تھے جس دن میں نے تمہیں میجر سلمان کا تعاقب کرنے کو کہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ڈاکٹر ضرغام نے یہ جملہ میرے ہی لئے کہا تھا کہ میں اسے دیکھ لوں گا۔ بہر حال اس دن سے وہ مجھے باقاعدہ دیکھ رہا ہے، ہاں تو اسی دن سے ایک دو آدمی برابر میرا تعاقب کررہے ہیں، لیکن مکان کے کمپاؤنڈ میں قدم رکھنے کی ہمت کسی نے بھی کی نہیں۔ اس وقت تک انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ جولیا ہمارے پاس ہے۔ غالباً ضرغام اس خیال میں رہا ہوگا کہ کہیں میں کسی دیوانے کو پکڑ کر اس سے کچھ اگلوا نہ لوں،

لہٰذا اس نے میرے پیچھے آدمی لگا دیئے۔"

"خیر آج کا لطیفہ سنو۔ مگر نہیں پہلے میں تمہاری الجھن کو بھی رفع کرتا چلوں۔ جولیا کو دوبارہ ان کے حوالے کر دینے میں ہمارا فائدہ ہی ہے اس طرح ہم یہ بھی معلوم کر سکیں گے کہ آخر انہوں نے اس کی صورت کیوں تبدیل کی۔"

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔" حمید نے کہا۔ "ممکن ہے وہ اسے مار ہی ڈالیں۔"

"میرے بیٹے یہ ناممکن ہے۔" فریدی خود اعتمادی کے ساتھ بولا۔ "جولیا پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ ایک بار پھر وہ اُسے راہ راست پر لانے کی کوشش کریں گے۔"

ڈاکٹر ضرغام خود کو اسی لئے محفوظ سمجھتا ہے کہ ابھی تک میرا ذہن اس تک پہنچا ہی نہیں اور آج کے واقعہ نے تو اس کا ذہن بالکل ہی صاف کر دیا ہو گا۔

"وہ کیا....؟"

"وہی تو بتانے جا رہا تھا۔" فریدی نے کہا۔ "ہاں تو آج شام کو میں اور وحید کیفے ڈی فرانس میں کافی پی رہے تھے اور ہمارا ہمزاد یعنی ڈاکٹر ضرغام کے گروہ کا ایک آدمی بھی ہمارا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا اور میرے قریب ہی بیٹھا ایک کپ کافی پر اخبار لئے اونگھ رہا تھا۔ میں نے اونچی آواز میں وحید سے گفتگو شروع کر دی۔"

"اوہ....!" فریدی خاموش ہو کر کچھ سننے لگا۔ "گاڑی کی آواز۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

چند لمحوں کے بعد حمید نے بھی کسی موٹر کے انجن کی گھڑ گھڑاہٹ سنی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑی سی دیو پیکر لاری ان کے سامنے سے گزر گئی جس کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں اور پچھلے حصے کی سرخ روشنی بھی غائب تھی۔ تھوڑی دیر بعد فریدی نے کار اسٹارٹ کر دی اور اسے سڑک پر نکال لایا۔

اس کی کیڈی بھی اندھیرے میں آگے بڑھ رہی تھی۔

"تو کیا اس لاری پر....!" حمید نے پوچھا۔

"قطعی....!" فریدی بولا۔

"آپ یقین کے ساتھ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔"

"انہوں نے لائٹ کیوں بجھا رکھی ہے۔" فریدی نے کہا۔ "اور پھر میں اس لاری کو دن میں

بھی دیکھ چکا ہوں اور میں نے اس پر جمشید کو بھی دیکھا تھا۔"

"کون جمشید.....!"

"وہی جس سے مل کر ابھی آرہے ہیں، اس کیفے کا مالک۔"

"مگر اندھیرے میں آپ نے لاری کو کیسے پہچان لیا.....؟"

"ریڈیو کا ایریل تم نے کسی لاری یا بس میں آج تک نہ دیکھا ہوگا۔" فریدی نے کہا۔

"اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ریڈیو نہیں بلکہ پرانے قسم کے ٹرانسمیٹر کا ایریل ہے۔" لاری کی گھڑگھڑاہٹ قریب معلوم ہونے لگی تھی۔ اس لئے فریدی نے کار کی رفتار کچھ کم کردی۔

"آپ نے وہ بات نہیں بتائی جو وحید سے کہی تھی۔" حمید بولا۔

"لاری کی آواز پر کان رکھنا۔" فریدی نے کہا۔

"ہاں تو میں نے بلند آواز میں جولیا کے متعلق گفتگو شروع کردی۔ میں نے اسے بتایا کہ آج کل پاگل لڑکی میرے قبضہ میں ہے، جو مجھے تارجام کے راستے میں ملی تھی۔ وہ نہ جانے کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کرتی ہے۔ کہتی ہے میری صورت بدل گئی ہے۔ کبھی کہتی ہے، مجھے مت مارنا۔ میں تمہیں اپنا غلام سمجھوں گی۔ اپنا پتہ نشان بھی نہیں بتاتی۔ میرا ارادہ ہے اُسے پاگل خانے بھجوادوں وغیرہ وغیرہ۔"

فریدی تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد پھر بولا۔

"میرا اندازہ قطعی درست نکلا۔ انہوں نے آج ہی اسے غائب کردیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میرے یہاں جولیا کی موجودگی سے ناواقف تھے اور ہاں پھر اس کے بعد میں نے ان پاگلوں کی بات چھیڑ کر کہا کہ پتہ نہیں کیوں آج کل شہر میں پاگلوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اور اس میں نہ جانے کیا راز ہے۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے۔" حمید نے کہا۔ "لیکن جولیا کا دوبارہ ان کے ہاتھ لگ جانا بہتر معلوم نہیں ہوتا۔"

"کیوں.....؟"

"وہ اس سے ساری باتیں اگلوا کر اسے قتل کردیں گے۔"

"میں جولیا کو اتنا احمق نہیں سمجھتا کہ وہ ساری باتیں اگل دے گی۔"

"آخر آپ اس کے متعلق اتنی خود اعتمادی کے ساتھ کیوں باتیں کر رہے ہیں!؟"

"اس لئے کہ وہ بھی اس پلان میں شریک ہے۔"

"کیا مطلب.....!" حمید چونک کر بولا۔

"میں نے اسے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ میں دوبارہ اسے ان لوگوں میں پہنچوانا چاہتا ہوں۔"

"اس نے انکار نہیں کیا۔" حمید نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

"اسے پوری بات سمجھادی تھی نا؟ اب وہ ان کے سامنے شاندار اداکاری کا مظاہرہ کرے گی۔"

"کیسی اداکاری۔"

"پاگل پن کی.....!" فریدی نے کہا۔

"اور میں نے اسے یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ وہ بے چوں و چرا ان کے احکام کی تعمیل کرتی رہے گی۔"

"آپ کچھ کہیں، لیکن مجھے تو اس کی خیریت نظر نہیں آتی۔"

"تم ڈیوٹ ہو.....ابھی کتنے دنوں کی بات ہے کہ تم اسے میری محبوبہ سمجھ بیٹھے تھے۔ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ تمہیں اپنے گھر سے نکلوانے کے لئے اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس لئے تمہاری عقل کی تو سند نہیں۔"

"پھر آپ کیوں مجھ جیسے اُلو کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔" حمید بگڑ کر بولا۔

"محض اس لئے کہ کوئی مادہ اُلو مل جائے تو تمہارے ساتھ جوڑ دوں۔"

دفعتاً آگے جانے والی لاری کی ہیڈ لائیٹس روشن ہو گئیں اور پچھلی سرخ روشنی بھی نظر آنے لگی۔ وہ رکی ہوئی تھی۔ اگر فریدی پھرتی سے بریک نہ لگاتا تو اس کی کیڈی لاری سے ٹکرا گئی ہوتی۔ اس نے روشنی میں دیکھا کہ ڈرائیور انجن کھولے اس پر جھکا ہوا ہے۔ حمید نے گردن اونچی کی، لاری کے اندر بھی روشنی تھی لیکن وہ خالی پڑی تھی۔ فریدی کے ہونٹ بھینچ گئے۔ وہ کار سے اُتر آیا اور ڈرائیور کے قریب جا کر بولا۔

"تم نے بیچ سڑک لاری کیوں کھڑی کر رکھی ہے۔"

"پٹرول ختم ہو گیا ہے صاحب۔" ڈرائیور درشت لہجے میں بولا۔

فریدی کی نظریں لاری کے اندر بھٹک رہی تھیں۔

"یہ لاری کس کی ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"میں نہیں بتاتا اور کیوں بتاؤں۔ آپ کون ہیں پوچھنے والے؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔" فریدی نے کہا اور ڈرائیور کی سیٹ پر چڑھ گیا۔ اس نے لاری میں لگے ہوئے ریڈیو پر ہاتھ پھیرا جس کا اوپری ڈھکن ایک جگہ ہاتھ لگتے ہی کھٹا کے کے ساتھ زمین پر آ رہا۔

"اوہ ٹرانسمیٹر.....!" فریدی نے ڈرائیور کو گھور کر کہا۔ "میری جان تم مجرم ہو۔ اس کا لائسنس ہے تمہارے پاس۔"

ڈرائیور کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"خبر دار ہاتھ اوپر اٹھاؤ.....!" فریدی نے اس کا ہاتھ جیب کی طرف جاتے دیکھ کر ریوالور نکال لیا۔ "پیچھے ہٹو.....!"

فریدی نیچے اتر آیا۔

"آگے بڑھو.....!" وہ اسے اپنی کار کی طرف لے جارہا تھا۔ دفعتاً کسی طرف سے فائر ہوا اور ڈرائیور چیخ مار کر گر پڑا۔ وہ اوندھے منہ گرا تھا اور اس کی پیٹھ سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا۔ فریدی اچھل کر اپنی کار کی اوٹ میں ہو گیا اور اس کے پستول سے بھی ایک شعلہ نکلا۔ پھر اس نے لاری کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ حمید بھی دوڑ پڑا تھا۔ فریدی نے بیٹھے بیٹھے دوسرا فائر کیا لیکن لاری چل پڑی تھی۔

فریدی نے اپنی کار اس کے پیچھے لگا دی۔ لیکن تھوڑی دور گیا تھا کہ پورا جنگل فائروں سے گونجنے لگا۔ ایک گولی کار کے شیشے سے بھی ٹکرائی۔ فریدی بال بال بچا۔ لیکن حمید کی پیشانی شیشے کے ٹکڑوں سے زخمی ہو گئی۔ اگر اس نے سر نہ جھکا لیا ہوتا تو شاید آنکھوں ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ پھر کیڈی کے دونوں پچھلے ٹائر زور دار دھماکوں کے ساتھ پھٹ گئے۔ فریدی نے پھرتی سے کار روکی اور پھر حمید کا ہاتھ پکڑ کر جھاڑیوں میں کود گیا۔ ابھی تک برابر فائر ہو رہے تھے۔ پھر انہوں نے جھاڑیوں کی اوٹ سے دیکھا کہ چار پانچ متحرک سائے آہستہ آہستہ کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"خبر.....ر....." انہوں نے ایک آواز سنی۔ "اپنا ریوالور باہر پھینک دو۔"

انہوں نے خالی کار کو اپنے نرغے میں لے لیا اور شاید ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔

"یار بڑی چوٹ ہو گئی۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن وہ لوگ بھی کیا یاد کریں گے۔"

دوسری طرف سڑک پر وہ لوگ ٹارچ کی روشنی میں کار کا جائزہ لے رہے تھے۔ ان کے چہرے سیاہ نقابوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"کیوں کیا کہتے ہو؟" فریدی نے کہا۔ "بنادوں ان کی حجامت....؟"

"میرے خیال میں چپ چاپ چلئے۔" حمید بولا۔ "اب تو کار بھی بے کار ہو چکی ہے۔"

"بہر حال بڑی زبردست چوٹ ہو گئی ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ آج سے میں بھی اپنا شمار احمقوں میں کروں۔"

"بہت پہلے سوچنی تھی یہ بات۔" حمید منہ بنا کر بولا۔ "یہ شکست بھی زندگی بھر یاد رہے گی۔"

"تلاش کرو۔" کار کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے گرج کر کہا۔ دونوں دور تک گھنی جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔

"گھبراؤ نہیں فرزند۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "یہ جنگل میرا جانا بوجھا ہے۔"

ایک گولی ان کے سروں پر سے سنسناتی ہوئی نکل گئی اور پھر سارا جنگل رائفلوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

فریدی نے پھر ریوالور نکال لیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ۔" حمید اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "مفت میں جان دینے سے کیا فائدہ۔"

"عادت.... مجبور ہوں۔ گولیوں کی آواز سن کر طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے۔"

"خدارا میرے اور اپنے ہونے والے بال بچوں پر ترس کھایئے۔"

"چپ....!" فریدی نے کہا اور آوازوں کی طرف فائر کر دیا۔ ایک چیخ سنائی دی اور فریدی بڑبڑایا۔ "ہات تیرے کی۔"

پھر اس نے حمید کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔

دفعتاً فریدی نے ایک زور دار چیخ ماری اور راستہ کاٹ کر جھاڑیوں کے دوسرے سلسلے میں گھس گیا۔

"کیا ہوا....!" حمید گھبرا کر بولا۔

"چلے آؤ چپ چاپ۔ اُلو کہیں کے۔" وہ ہنس رہا تھا۔

دوسرے دن صبح حمید بہت زیادہ بور نظر آرہا تھا۔ پچھلی رات کی بدحواسیاں ابھی تک اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں بھاگم بھاگ پیدل چل کر گھر تک پہنچے۔ حمید تو دو ایک جگہ گرا بھی تھا اور چوٹیں بھی کھائی تھیں۔ لیکن وہ سب معمولی تھیں۔

فریدی کا موڈ زیادہ خراب تھا۔ شاید یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ اس نے بُری طرح شکست کھائی تھی۔ وہ چپ چاپ ایک آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔ کچھ دیر قبل اس نے ایک کپ کافی منگوائی تھی، جو رکھے ہی رکھے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ ادھ جلا سگار اس کی انگلیوں میں دبا ہوا تھا اور اب اس میں سے دھوئیں کی لکیر بھی نہیں نکل رہی تھی۔

"اب ایشیا کا شرلاک ہومز کیا سوچ رہا ہے۔" حمید نے بیٹھے بیٹھے چٹکی لی۔

فریدی نیم باز آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر کچھ اس قسم کی مسکراہٹ تھی جیسے وہ اس وقت مسکرانے میں بھی کاہلی محسوس کر رہا ہو۔

"مجھے شرلاک ہومز کہہ کر میری توہین نہ کرو۔" اس نے مضمحل آواز میں کہا۔

"حرکت تو آپ سے اسی قسم کی سرزد ہوئی ہے اور اب دل چاہتا ہے کہ آپ کو آرام کرسی والے سراغ رساں کا خطاب دیا جائے۔"

"دل کھول کر کہہ لو فرزند ارجمند.... میں بھی انسان ہی ہوں۔ آخر تم مجھ سے غلطی کی توقع کیوں نہیں رکھتے۔"

"تو بہر حال آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"تم اس طرح پوچھ رہے ہو جیسے تم نے سچ مچ میری غلطی پکڑلی ہو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اچھا یہ بتاؤ کہ میں نے غلطی کہاں پر کی ہے۔"

"آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے وہ کوئی بڑی ڈھکی چھپی غلطی ہو۔"

"بتاؤنا آخر....!" فریدی نے بجھا ہوا سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ اب وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا اور اس کے چہرے سے کاہلی اور تھکن کے آثار بالکل غائب ہو گئے تھے۔

"کسی پچھ نمال کے بچے سے رجوع فرمایئے۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"میں تمہیں اس سے زیادہ نہیں سمجھتا۔"

"اچھا تو چھلکال....!" حمید تلملا کر بولا۔ "آپ نے جولیا کو ان کے حوالے کل کے بلی بھالی گلتی کی ہے۔"

"خدا کی قسم ایک سال کا بچہ بھی یہی کہتا۔"

حمید منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"میں نے دراصل جمشید سے مل کر بڑی غلطی کی ہے۔" فریدی سنجیدگی سے بولا۔ مجھے اس سے نہ ملنا چاہئے تھا اور پھر آرتھر کے تذکرے نے انہیں بہت بری طرح چونکا دیا ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ اس سے ضرغام کو اپنی خطرناک پوزیشن کا خیال بھی آ گیا ہو۔ ایک گھونسے میں کسی کا سر پھوڑ دینا بڑی حیرت انگیز حرکت ہے۔ اس قسم کے واقعات ساری زندگی یاد رہتے ہیں۔ ضرغام کو کم از کم اس کے متعلق تو یقین ہو گیا ہوگا کہ جولیا نے اس کا تذکرہ مجھ سے ضرور کیا ہوگا۔ لاری کا اس طرح خالی ہو جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ضرغام تو کم از کم میری اسکیم سے واقف ہو گیا تھا اور وہ لاری.... مجھے دھوکہ دینے کے لئے شروع ہی سے خالی رکھی گئی تھی۔ جولیا کو وہ لوگ کسی اور راستے سے لے گئے، لیکن انہوں نے غلطی سے اس میں ٹرانسمیٹر لگا رہنے دیا ورنہ انہیں اتنی گولیاں بھی برباد نہ کرنی پڑتیں اور میں سیدھا سادھا اُلو بنا ہوا گھر واپس آ جاتا۔

حمید خاموش بیٹھا اس کی طرف دیکھتا رہا۔

"بہر حال اب جولیا کی خیریت نظر نہیں آتی۔" حمید مضطربانہ انداز میں بولا۔

"اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" حمید نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کریں گے۔"

"ضرغام کی نگرانی جاری ہے۔" فریدی تھوڑی دیر کے بعد بولا۔ "مفت میں ایک دوسرا خون اور ہوا۔ میری گولی ٹھیک نشانہ پر بیٹھی تھی۔"

"مگر وہاں جنگل میں کوئی لاش نہیں ملی۔ حتیٰ کہ خون کے دھبے بھی مٹا دیئے گئے ہیں۔

"آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔" حمید نے کہا۔

"بیوقوف آدمی میں تمہاری طرح سوتا نہیں رہا۔ آخر گاڑی کی تلاش میں بھی تو جانا ہی تھا۔"

"تو کیا وہ مل گئی۔" حمید نے پوچھا۔

"قطعی مل گئی ہے۔"

"کہاں ہے۔"

"گیراج میں۔"

"اتنی جلدی لائے کس طرح۔ اس کے تو دونوں ٹائر پھٹ گئے تھے۔" فریدی ہنسنے لگا۔

"آؤ میرے ساتھ....!" فریدی اٹھتے ہوئے بولا۔

وہ اسے گیراج میں لایا۔ کیڈی وہیں کھڑی تھی۔ اس کے دونوں ٹائر بالکل صحیح و سالم تھے۔

"ارے....!" حمید کی نظریں بے ساختہ ونڈ اسکرین کی طرف اٹھ گئیں۔ "یہ ٹوٹ گیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اس کے ٹکڑوں سے میری پیشانی زخمی ہوئی تھی۔"

"قطعی ٹوٹ گیا تھا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"پھر اتنی جلدی۔"

"حمید صاحب وہ بڑے ذہین لوگ ہیں۔" فریدی نے قہقہہ لگایا۔

"یہ مجھے اسی جگہ اسی حالت میں ملی ہے۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔"

"مگر اس پر ٹائر بھی چڑھا دیئے گئے ہیں۔"

"تب تو یقیناً وہ لوگ پاگل ہیں۔ جولیا ٹھیک کہتی ہے۔"

"وہ تو نہیں لیکن تم ضرور پاگل ہو۔"

"کیوں....!"

"انہوں نے میرے منہ پر وہ چانٹا مارا ہے کہ زندگی بھر یاد رہے گا۔"

حمید متحیرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"انہوں نے کل رات کے حادثہ کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑا۔" فریدی پر خیال انداز میں بولا۔ لہٰذا میں سرکاری طور پر اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ حد ہو گئی۔ بعض درختوں کے تنے چھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح انہوں نے ان پر لگی ہوئی گولیوں کے نشانات مٹائے ہیں اور نشانات کچھ اس قسم کے بنائے گئے ہیں جیسے کسی نے درختوں کی گوند اکٹھا کرنے کے لئے ان کے تنے چھیل دیئے ہوں۔ حمید صاحب بڑا منظم گروہ ہے بلکہ اسے بین

الاقوامی گروہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ ہنگری میں انہوں نے شومان نامی آدمی سے کام لیا تھا۔"

حمید بُری طرح چکرا گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فریدی اس طرح شکست کھائے گا اور اس شکست کے افسوس سے زیادہ اسے جولیا کے انجام کا خیال ستا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اسے زندہ نہ چھوڑا ہوگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر فریدی کو اسے دوبارہ ان لوگوں تک پہنچانا تھا تو اس کے لئے خود اس کا گھر موزوں نہیں تھا۔ کسی اور ذریعہ سے بھی یہ کام بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ اسے گھومنے پھرنے کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا اور پھر اس طرح وہ ان لوگوں تک پہنچ ہی جاتی کیونکہ ان کے آدمی سارے شہر میں بکھرے ہوئے تھے۔ اس صورت میں پردہ نشین عورتوں کے نقاب بھی نہ نوچے جاتے۔"

"تو اب فی الحال آپ کے ذہن میں کوئی سکیم نہیں۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"فی الحال میرا ذہن کسی جھیل کی سطح کی طرح صاف ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اور اس پر رنگین خیالات کی سبک رفتار بطخیں تیر رہی ہیں۔"

"آپ جیسا اذیت پسند بھی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"زندگی میں ایسے بے شمار واقعات پیش آتے ہیں۔" فریدی نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "اگر آدمی ہر ایک پر مغموم ہو کر بیٹھ جائے تو اسے میر تقی میر یا فانی بدایونی کہیں گے۔"

"آپ کے لہجہ میں سفاکی ہے۔" حمید نے کہا۔ "مجھے اس بے چاری.....!"

"مجھے بھی اس سے ہمدردی ہے۔" فریدی اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"لیکن تم ہی بتاؤ کہ ایسی صورت میں کیا ہو سکتا ہے۔"

"اس کی حفاظت.....!" حمید بولا۔

"اس کی طرف سے تو میں قطعی مطمئن ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"نہ جانے آپ کس بناء پر مطمئن ہیں۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

"یہ نہ بھولو کہ اسے اس کام کے لئے ہنگری سے لایا گیا تھا۔ بھلا ہنگری ہی کیوں یورپ کا کوئی اور ملک کیوں نہیں اور انہوں نے تفریحاً یا محض تجربے کے لئے اس کی شکل تبدیل کی تھی تو اس کے لئے اتنے لمبے سفر کی کیا ضرورت تھی۔ یہیں سے کسی لڑکی کو پکڑ لیتے۔ کسی بدصورت لڑکی کو جسے اپنی بدصورتی کا غم رہا ہوتا۔ بدصورت لڑکیاں عموماً اپنی بدصورتی پر مغموم رہا کرتی

ہیں۔ کوئی نہ کوئی اس قسم کی بدصورت لڑکی نہایت آسانی سے اس تجربے کے لئے تیار ہو جاتی۔"

حمید خاموشی سے فریدی کی طرف دیکھتا رہا۔ فریدی کی یہ دلیل اس کے ذہن میں جڑ پکڑنے لگی تھی۔ وہ خود سوچ رہا تھا کہ وہ لڑکی ہنگری سے کیوں لائی گئی۔

"بہر حال....!" فریدی بولا۔ "وہ قطعی محفوظ ہے اور میری ہدایت کے مطابق وہ ان کے کہنے پر عمل کر رہی ہو گی۔"

"وہ سب کچھ بے چون و چرا سیکھ رہی ہو گی، جو وہ اُسے سکھانا چاہتے ہیں۔" حمید سوالیہ انداز میں بولا۔

"اچھا تو کیا اب تک تم انہیں پاگل ہی سمجھ رہے ہو۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ بدستور خیالات میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس سازش کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ بہتیری سازشوں سے اس کا سابقہ پڑ چکا تھا۔ لیکن ایسی سازش سے دو چار ہونے کا پہلا اتفاق تھا اور وہ تذبذب میں تھا کہ اس سازش کا پتہ لگانے میں کامیاب بھی ہو سکیں گے یا نہیں۔ سب سے زیادہ الجھن اسے اس بات کی تھی کہ ابھی تک اس کیس کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں تھی۔ ناشتے کی میز پر وہ دونوں خاموش رہے اور آفس جاتے وقت راستے میں بھی ان میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ فریدی کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں اور وہ بار بار کیڈی کے سیٹ پر پہلو بدل رہا تھا۔ حمید کو یاد نہیں پڑ رہا تھا کہ وہ خود اپنی زندگی میں کبھی اتنا سنجیدہ ہوا ہو۔ اسے صحیح معنوں میں جولیا سے ہمدردی تھی۔ اکثر راتوں میں جب وہ کروٹ لیتے وقت کراہتی تو اس کے ذہن میں کوڑے کے نیلے اور سیاہ داغ ابھر آتے۔ ایک رات اس نے اسے بے خبری میں روتے سنا تھا جب وہ جگائی گئی تو اس نے یہ سن کر ہنسنا شروع کر دیا تھا کہ وہ نیند میں رو رہی تھی۔ حمید کو اس وقت ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے دل پر گھونسہ مار دیا ہو۔ کتنی خوش مزاج لڑکی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی اصل شکل میں اور زیادہ حسین لگتی رہی ہو۔ اس کے ساتھ کتنی بڑی ٹریجڈی ہوئی تھی لیکن وہ پھر بھی ہنستی تھی۔ بے تحاشہ قہقہے لگاتی تھی اور ہنستے وقت شاید یہ بھول جاتی کہ وہ اپنے وطن سے کالے کوسوں دور پڑی ہوئی انجانے حادثات کے تھپیڑوں میں ادھر اُدھر بہتی پھر رہی ہے۔ حمید نے ایک سسکی سی لی اور کھڑکی پر سر ٹیک کر آنکھیں بند کر لیں۔ آفس میں پہنچ کر وہ دونوں اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ حمید کی میز فریدی کی میز سے کچھ فاصلے پر تھی۔ وہ سر جھکائے

فائلوں میں دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس کے ماتھے پر ابھری ہوئی سلوٹیں اور آنکھوں کی بے چینی صاف بتا رہی تھی کہ اس کا ذہن فائلوں سے کہیں دور بھٹک رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک چپڑاسی فریدی کی میز پر فائل رکھ گیا جس پر اشد ضروری کی سلپ لگی ہوئی تھی۔ فریدی نے دوسرے فائل الگ رکھ دیئے اور نئے آئے ہوئے فائلوں کی ورق گردانی کرنے لگا۔ دفعتاً حمید نے اسے بے تحاشہ چونکتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ میرے خدا....!" فریدی کے منہ سے بے اختیار نکلا اور فائل بند کرنے کے بعد سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ خالی نظروں سے حمید کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ایسی ویرانی حمید نے اس کی آنکھوں میں پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے سارے جسم میں خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ قبل اس کے کہ وہ فریدی کو مخاطب کرتا۔ فریدی فائل اٹھا کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ پھر حمید نے اسے ڈی آئی جی کے کمرے میں جاتے دیکھا۔ حمید اس کے غیر متوقع رویہ کے متعلق الجھن میں پڑ گیا۔ اس نے کبھی فریدی کو اتنے تحیر کے عالم میں نہیں دیکھا تھا۔ حمید بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ فریدی واپس آیا تو اس کے چہرے سے فکر مندی کے سارے اثرات دور ہو چکے تھے اور اس کی آنکھوں میں پہلے جیسی خود اعتمادی کی جھلک نمایاں تھی۔

"آؤ چلیں۔" وہ حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ وہ فائل ابھی تک اس کی بغل میں دبا ہوا تھا۔

"کہاں؟ اور یہ فائل؟"

"ہم گھر چل رہے ہیں۔" فریدی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ حمید چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس کی الجھن اور بڑھ گئی۔

"میں تمہیں خوش نظر آرہا ہوں نا....!" فریدی نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے حمید سے پوچھا۔ سوال بڑا عجیب سا تھا۔ بہر حال حمید صرف بے دلی سے سر کو ہلا کر رہ گیا۔ "میں تمہیں کچھ بے وقوف بھی معلوم ہو رہا ہوں گا۔"

"میں اس وقت ہنسنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" حمید بے زاری سے بولا۔

"افوہ.... میں آج تمہاری زبان سے یہ کیا سن رہا ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "کہیں میں خوشی کے مارے عقل مند نہ ہو جاؤں۔"

"آخر آپ یک بیک چہکنے کیوں لگے؟" حمید نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"مجھے اپنی شکست پر رونا نہیں آتا۔" فریدی نے کہا۔ "کیونکہ وہ میری ہی طرح ہیں۔ اگر میرے ہونٹ سور کی تھوتھنی جیسے ہوتے تو میں انہیں کاٹ کر پھینک نہ دیتا۔"

"تو اس وقت تو آپ کسی علامہ دل جلے ادیب کی سی باتیں کر رہے ہیں۔"

"حمید بیٹے میں دنیا کا احمق ترین آدمی ہوں۔"

"کتنی بار دہرایئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا ہے۔" حمید نے ہنس کر کہا۔ "لیکن میں اس وقت وجہ نہیں پوچھوں گا۔"

"تم پوچھو یا نہ پوچھو.....! اس وقت میں اپنی حماقتوں کا قصیدہ پڑھنے کیلئے بے تاب ہوں۔"

"شاید آج آپ نے بھی کچھ شوق فرمایا ہے۔"

"نہیں پیارے میں نشے میں نہیں ہوں، بلکہ اس پیلے عقاب کی حیثیت مجھ پر روشن ہو گئی ہے۔"

"کیا مطلب.....!" حمید یک بیک سنجیدہ ہو کر بولا۔

"پیلا عقاب بوہیمیا کے خاندان کے امتیازی نشان ہے۔"

"یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا تھا۔"

"یہ تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ لیکن میرے ذہن نے اتنی لمبی جست لگانے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ جولیا کا ہنگری سے تعلق ہونا اس کے سو فیصدی امکانات پیدا کر رہا تھا۔ مگر انسانی ذہن ہے دھوکہ کھا ہی گیا۔"

"آخر آپ صاف کیوں نہیں بتاتے۔"

"اس فائل کو دیکھو.....!" فریدی نے کہا۔

حمید فائل کھولتے ہی اچھل پڑا۔ اس کی نظریں ایک تصویر اور اس کے نیچے کی تصویر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ارے یہ تو جولیا ہے۔" وہ بے ساختہ بولا۔ "مگر..... مگر.....!"

"جی نہیں.....!" فریدی کے ہونٹوں پر ایک خشک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "بوہیمیا کی شہزادی بورازیانہ۔"

"مگر یہ تو جج.....جولیا.....!" حمید پھر ہکلایا۔

"نہیں جناب بوہیمیا کی شہزادی بورازیانہ۔" فریدی ہونٹ سکیڑ کر بولا۔ "جولیا کو اس کا ہم

شکل بنایا گیا ہے۔ آگے دیکھو اس کے باپ کی تصویر ہے، جو بوہیمیا کا موجودہ حکمران ہے۔"

"میں سمجھ گیا.... بالکل سمجھ گیا۔" حمید بے اختیار چیخ پڑا۔

"کیا سمجھ گیا....؟"

"اصلی شہزادی بورازیانہ کو غائب کر کے اس کی ہم شکل جولیا کو نقلی شہزادی بنایا جائے گا۔"

"یہ تو میں بھی سمجھ گیا ہوں۔" فریدی نے پر خیال انداز میں کہا۔ "لیکن اس میں کئی زبردست گتھیاں ہیں جن کا سلجھانا فی الحال بہت مشکل نظر آتا ہے۔ ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ گھر پہنچ کر اطمینان سے گفتگو کریں گے۔ ابھی بہت وقت ہے۔"

❁

گھر پہنچ کر فریدی نے باورچی سے کافی بنانے کو کہا اور غسل کرنے چلا گیا۔ حمید کی جھنجھلاہٹ پھر بڑھ گئی۔ وہ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ آخر اس معاملے کے صاف ہو جانے کے باوجود کون سی گتھیاں باقی رہ جاتی ہیں جن کا سلجھانا فریدی کی دانست میں آسان نہیں۔ فریدی غسل سے فارغ ہو کر ناشتے کی میز پر جم گیا۔ کافی تیار ہو چکی تھی۔ کیتلی سے اٹھنے والی بھاپ کے ساتھ ساتھ اس کی ہلکی ہلکی خوشبو کمرے میں پھیل رہی تھی۔ فریدی نے ایک کپ حمید کے آگے سرکا دیا۔ اس کے انداز سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے اس نے کچھ دیر قبل کوئی اہم بات ادھوری نہیں چھوڑی تھی۔

حمید کا غصہ تیز ہو گیا۔ فریدی اس کی طرف کنکھیوں سے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"اب اس دزدیدہ نگاہی میں جان نہیں رہ گئی۔" حمید جل کر بولا۔

"ایسا نہ کہو ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔" فریدی نے خاص رومانی انداز میں کہا۔

"میں کہتا ہوں وہ گتھیاں۔"

"میں پوچھتا ہوں تم نے فائل کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں۔"

"کر لیا....!"

"کیا سمجھے....!"

"وہی جو کچھ پہلے کہہ چکا ہوں۔"

"اس کے علاوہ کوئی قابل اعتراض بات۔"

"کوئی نہیں....!" حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

"تب تو تم پر ہزار بار پھٹکار....!" فریدی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں تمہیں اتنا بدھو نہیں سمجھتا تھا۔ آخر تمہارے والدین نے تمہارا نام اُلو کیوں نہیں رکھا۔"

"بدنصیبی ہے آپ کی۔"

"نہیں میں اکثر سنجیدگی سے اس بات پر غور کرتا ہوں کہ تم روز بروز گاؤدی کیوں ہوتے جارہے ہو۔"

"اس مسئلے پر پھر کبھی غور کر لیجئے گا۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"خیر کافی پیو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی.... ذرا ادھر سے سگار اٹھا دینا۔"

فریدی نے تھوڑے توقف کے بعد سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ "جب کہیں کا کوئی بادشاہ یا حاکم کسی دوسرے ملک جاتا ہے تو اس کے استقبال کی کتنی تیاریاں ہوتی ہیں اور تم نے کبھی کسی مملکت کے وزیر اعظم یا بادشاہ کے متعلق یہ نہیں سنا ہو گا کہ اس نے کسی دوسرے ملک کی حکومت سے یہ استدعا کی ہو کہ اس کی آمد کو راز میں رکھا جائے۔ نہ تو اخبارات میں خبریں شائع ہوں اور نہ ان کی تصاویر، استقبال بھی نہ کیا جائے۔"

"واقعی ایسا کبھی سننے میں نہیں آیا۔" حمید نے کہا۔

"تم نے فائل کا مطالعہ کیا ہی نہیں۔" فریدی اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "شروع سے اب تک بورازیانہ کی تصویر دیکھتے رہے۔ نہ جانے کب آدمی بنو گے یار۔ اب میں تمہیں سچ مچ کتوں کے ساتھ باندھنا شروع کر دوں گا۔"

"اس وقت آپ پر اتنی عقلمندی کیوں سوار ہو گئی ہے۔" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اپنا بیان جاری رکھئے۔"

"اوہو یہ انداز۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "خیر تم نے فائل کا مطالعہ نہیں کیا۔ بوہیمیا کا بادشاہ اپنی لڑکی سمیت اس طرح ہمارے ملک میں داخل ہو رہا ہے۔ مقصد سیر و سیاحت ہے۔ اس رازداری کے لئے اس نے جو عذر لنگ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پریس کے نمائندوں کی بھیڑ بھاڑ سے گھبراتا ہے۔ سیر و سیاحت میں وہ استقبال جیسے رسمی ڈھکوسوں کا قائل نہیں، ایسے موقعوں پر وہ ایک معمولی انسان کی طرح لطف اٹھانا چاہتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" حمید نے کہا۔ "بہتیرے بڑے آدمی یہی چاہتے ہیں۔"

"چاہتے ہوں گے۔" فریدی بجھا ہوا سگار سلگا کر بولا۔ "لیکن بیسویں صدی کے بادشاہوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔"

"مگر دنیا کا ہر انسان چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا ہو بعض اوقات یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی ہر دلچسپی میں دل کھول کر آزادی سے حصہ لے سکے۔ ممکن ہے وہ آج کل عام ذہنی سطح پر آ گیا ہو۔" حمید نے کہا۔

"قطعی ناممکن ہے۔ ذہنی سطح اور چیز ہے۔ اسے بعض اوقات خیالات ہی تک محدود رہنا پڑتا ہے۔ بعض مجبوریاں اسے عملی جامہ نہیں پہننے دیتیں۔ بادشاہوں کے ساتھ جان کا خوف بھی تو لگا رہتا ہے۔"

"تو گویا آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بادشاہ بھی نقلی ہے۔"

"میں یہ قطعی ثابت نہیں کرنا چاہتا۔" فریدی نے کہا۔

"اصلی ہو یا نقلی اسے جان کا خوف تو ہونا ہی چاہئے۔"

"دوسری بات.....!" حمید اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔

"ممکن ہے اسے اس سازش کا علم ہو گیا ہو۔ اس لئے اس نے احتیاطی اقدام کے طور پر اپنی آمد کو راز میں رکھنے کی استدعا کی ہو۔"

"کوڑی زیادہ دور کی نہیں لائے۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "اگر اسے سازش کا علم ہو گیا تھا تو وہ یہاں آیا ہی کیوں اور پھر اس نے یہ استدعا قاہرہ کے دوران قیام کی ہے، وہ اپنے ملک سے روانگی کے بعد قاہرہ میں بھی ٹھہرا ہے اب یہ بتاؤ کہ اس نے یہ استدعا اپنے ملک سے روانگی کے وقت کیوں نہیں کی تھی ہاہا.....ہا.....!"

"اس سے تو میرے نظریئے کو تقویت پہنچتی ہے۔" حمید میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"یعنی.....!"

"یعنی یہ کہ اسے اس سازش کا علم قاہرہ کے دوران قیام میں ہوا۔"

"تب تو اسے وہیں سے واپس لوٹ جانا چاہئے تھا۔" فریدی نے کہا۔

"تم سچ مچ بعض اوقات بچوں کی سی باتیں کرنے لگ جاتے ہو۔ ارے میاں اگر وہ اس سازش

کا علم ہو جانے کے بعد بھی یہاں آ رہا ہے تو اس سے بڑا پاگل شاید روئے زمین پر نہ مل سکے اور پھر دوسری بات یہ کہ اگر اس پر سیر و سیاحت کا بھوت اس طرح سوار تھا تو اس نے یہ خواہش کیوں کی ہے کہ اس کے لئے مخصوص انتظامات نہ کئے جائیں۔ ایسی صورت میں تو اسے اپنی حفاظت کے لئے فوج کا ایک پورا دستہ مانگنا چاہئے تھا۔“

حمید سچ مچ چکرا کر رہ گیا۔

فریدی کے دلائل بہت وزنی تھے، لیکن وہ تو بادشاہ کے نقلی ہونے کے متعلق بھی کوئی بات وثوق کے ساتھ کہنے سے انکار کر چکا تھا۔ پھر آخر اس گورکھ دھندے کا کیا مطلب؟

حمید کو خاموش دیکھ کر فریدی ہنس پڑا۔

”یہ معاملہ اتنا سیدھا سادا نہیں ہے جتنا تم سمجھتے ہو۔“ اس نے دوسری پیالی لبریز کرتے ہوئے کہا۔ ”اور پیو ابھی کافی وقت ہے۔“

”کیسا وقت....!“ حمید نے کہا۔

”ان کا جہاز یہاں اب چار بج کر پچیس منٹ پر پہنچ رہا ہے۔“

”آج ہی؟“ حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں.... ابھی تین گھنٹے باقی ہیں۔ فکر مت کرو۔“

”تو آپ کیا کریں گے؟“

”پھر وہی احمقوں کی سی باتیں، ارے یہ فائل میرے سپرد کیوں کیا گیا ہے۔“

”تو گویا قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند......!“ حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”قطعی....!“ فریدی سر ہلا کر بولا۔ ”ان کی محافظت ہمارے ہی ذمے آ پڑی ہے۔“

”مگر انہوں نے تو استدعا کی ہے۔“

”کی ہوگی۔“ فریدی نے کہا۔ ”ہماری حکومت ان کی طرف سے مطمئن نظر نہیں آتی۔“

”کیا کیا قلابازیاں کھائی ہیں.... اس کیس نے بھی۔“

”دیکھو ابھی اور کتنی کھاتا ہے۔“

”سچ مچ عقل چکرا گئی ہے۔“

”اگر میں نے پہلے عقاب کو صحیح معنوں میں اہمیت دی ہوتی تو بہتیری گتھیاں اسی وقت سلجھ جاتیں۔“

"وہ کس طرح۔" حمید نے پوچھا۔

"قومی اور خاندانی نشان کی انسائیکلوپیڈیا میں' میں نے اس کے متعلق پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ کاش مجھے یہ بھی معلوم ہوتا کہ بوہیمیا کی آئندہ حکمران لڑکی ہو گی۔ بورازیانہ کا نام میں نے جولیا کی زبانی سنا تھا لیکن نہ جانے کیوں میں نے اسے اہمیت نہ دی۔"

"تعجب ہے کہ آپ اتنا بھی نہیں جانتے تھے۔"

"تو گویا آپ جانتے تھے۔" فریدی نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"میں بھلا کیا جانتا۔ میں تو ٹھہرا ایک گاؤدی۔"

"اور میں کونن ڈائیل کے مضحکہ خیز جاسوس شرلاک ہومز کی طرح ہمہ داں ہوں، جو آنکھ بند کر کے اور سڑا سا پائپ منہ میں دبا کر ساری دنیا کے حالات بتا دیا کرتا تھا۔"

"پھر بھی آپ کو اتنا تو معلوم ہونا چاہئے تھا۔"

"بوہیمیا جیسے بہتیرے پس ماندہ ملکوں کے متعلق میں بھی کچھ نہیں جانتا۔"

"تب آپ ایک اچھے سراغ رساں نہیں بن سکتے۔" حمید اسے تاؤ دلانے لگا۔

"شکریہ.....!" فریدی ہنس کر بولا۔ "اب میں ایک اچھا سراغ رساں بننے کی کوشش کروں گا۔ اچھا بھئی.... اب اٹھو، چلنے سے پہلے ہم تھوڑا سا میک اپ بھی کریں گے۔ کیونکہ وہاں ضرغام کے آدمی ضرور ہوں گے۔"

"مگر افسوس ہے کہ آپ بوہیمیا....!" حمید اٹھتے ہوئے بولا۔

فریدی ہنس پڑا۔

"ہنسنے کی بات نہیں واقعی افسوس معلوم ہوتا ہے۔"

"افسوس تو مجھے بھی ہے جلدی کرو۔"

دونوں نے اپنی شکلیں تبدیل کیں۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کے چشمے لگائے اور ایک ٹیکسی کر کے ہوائی اڈے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی ساڑھے تین بجے تھے اور جہاز آنے میں پچیس منٹ کی دیر تھی۔ یہ لوگ سب سے پہلے مسافروں کے کمروں کی طرف گئے جن میں بہت زیادہ بھیڑ نہیں تھی۔ فریدی متجسسانہ انداز میں ہر ایک کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکل آئے۔

"ابھی تو خیریت نظر آئی ہے۔" فریدی نے کہا اور پھر کچھ سوچنے لگا۔ جہاز کی آمد میں صرف پچیس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"کیا وہ کسی خاص ہوائی جہاز سے آرہے ہیں؟" حمید نے پوچھا۔

"نہیں ایک معمولی مسافر بردار جہاز ہے۔ کہہ تو دیا کہ وہ معمولی آدمیوں کی طرح آرہے ہیں۔"

"نہ جانے کیا راز ہے۔"

"جو کچھ بھی ہو ظاہر ہو جائے گا۔" فریدی نے کہا۔ "اور میرا خیال ہے کہ وہ کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ حمید صاحب اگر انہیں اس سازش کا علم ہو گیا ہوتا تو کسی ہوٹل میں تو کبھی نہ ٹھہرتے۔"

"بہر حال ان دونوں کی شخصیتیں بھی بڑی پر اسرار ہیں۔"

"مسافروں کا استقبال کرنے کے لئے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن ان میں زیادہ تر عورتیں ہی نظر آتی ہیں۔ مردوں میں صرف ہوائی اڈے کے عملہ کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔"

"تو کیا آپ ضرغام یا اس کے ساتھیوں کی تلاش میں ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"شاید....!"

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان کی آمد سے باخبر ہوں۔ قاہرہ سے اس قسم کی ہدایت یا استدعا کرنے کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ بوہیمیا سے چلتے وقت ان کا پروگرام نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس کی استدعا کرتے میرا خیال تو یہی ہے کہ ضرغام وغیرہ اس سے باخبر نہیں۔"

"ممکن ہے۔ تمہارا خیال صحیح ہو۔" فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد ڈچ ایئر لائن کا دیو پیکر مسافر بردار جہاز فضا میں چکر کاٹتا ہوا دکھائی دیا اور پھر نیچے اُتر آیا۔ مسافر اترنے لگے۔ استقبال کرنے والے اور ہوٹلوں کے ایجنٹ بے تحاشہ ان کی طرف دوڑنے لگے۔

بوہیمیا کے بادشاہ کو پہچان لینے میں انہیں کوئی دشواری نہ ہوئی کیونکہ وہ بڑی دیر تک اس کی تصویر کو دیکھتے رہے تھے۔ وہ ایک معمر مگر قوی الجثہ آدمی تھا۔ چہرے پر گھنی اور چڑھی ہوئی مونچھیں تھیں۔ آنکھوں پر ہلکے سرمئی رنگ کی عینک لگائے تھا۔ پیشانی بہت کشادہ تھی اور سر پر سفید رنگ کے گھنگھریالے بال تھے۔ اس کے ساتھ بورازیانہ بھی تھی۔

"خدا کی قسم اس میں اور جولیا میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔" حمید آہستہ سے بڑبڑایا اور فریدی آگے بڑھا۔

شاہ بوہیمیا کے پیچھے ہوٹلوں کے ایجنٹ لگ گئے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا صاحب ہوٹل ڈی فرانس، اعلیٰ انتظام، شاندار جگہ، دنیا کے بڑے بڑے لوگ ٹھہرتے ہیں۔ گھر کا سا آرام، ونڈر فل اائف۔"

دوسرا رینک رہا تھا۔ "مے پول ہوٹل بادشاہوں کے ٹھہرنے کی جگہ۔ عظیم الشان کمرے۔"

"تو پھر کیا خیال ہے۔" حمید نے فریدی سے پوچھا۔

"انہیں ہوٹل میں نہ ٹھہرنا چاہئے۔"

"اچھا....!" حمید نے کہا اور خود آگے بڑھ کر ایجنٹوں کی بھیڑ میں گھس گیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "پرائیویٹ انتظام، ہوٹل سے بڑھ کر شاندار اور آرام دہ شاندار کمرے۔ شاندار پائیں باغ، دل بہلانے کے لئے عظیم الشان لائبریری، اندرونِ خانہ قسم کے سارے کھیل، عمدہ نسل کے بہترین اور سیدھے سادھے کتے، نہانے کے لئے شاندار اور خوبصورت تالاب۔ دنیا بھر کے لذیذ ترین کھانے وغیرہ وغیرہ۔"

فریدی اس کی اس حرکت پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

حمید محسوس کر رہا تھا کہ شاہ بوہیمیا کسی کا نوٹس نہیں لے رہا ہے۔ وہ چپ چاپ جہاز کے ایک آدمی کے ساتھ مسافر خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا آپ نے پہلے ہی کوئی انتظام کر لیا ہے۔" حمید نے اس سے پوچھا۔

"نہیں....!"

"تو پھر میرے ساتھ چلئے۔" حمید نے کہا۔ "آپ جیسے باسلیقہ اور شاندار آدمی کے لئے وہی جگہ مناسب رہے گی۔"

وہ کوئی جواب دیئے بغیر چلتا رہا۔ پھر مسافر خانے کے قریب پہنچ کر ہوٹل "ڈی فرانس" کے ایجنٹ سے باتیں کرنے لگا۔ حمید صرف اتنا ہی سن پایا تھا۔ "ہم غسل کرنے کے بعد چلیں گے۔" پھر وہ ایک کمرے میں مڑ گئے، جو بالکل خالی تھا۔ حمید برآمدے میں ٹھہر گیا۔ فریدی تھوڑے ہی فاصلہ پر کسی مسافر سے باتیں کر رہا تھا۔

بوہیمیا کا بادشاہ ٹرنک سے کپڑے نکال کر غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ بورازیانہ ایک آرام

کرسی پر آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹی تھی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ ان دونوں میں سر مو فرق نہیں۔ وہی قد وہی چال ڈھال، کچھ بالوں کی رنگت گہری تھی لیکن اس فرق کو بھی وہی محسوس کر سکتے تھے جنہوں نے دونوں کو قریب سے دیکھا ہو اور اس فرق پر خاص طور پر دھیان دیا ہو۔ پیروں کی بناوٹ میں بھی تھوڑا سا فرق تھا۔ جولیا کے پیروں کی انگلیاں اس کے پیروں کی انگلیوں سے زیادہ سبک اور نازک تھیں۔ لیکن بورازیانہ کے پیر بھی کم حسین نہیں تھے۔ اس نے گرمی کی شدت سے تنگ آکر اپنے اسٹاکنگ اتار دیئے تھے اور مرمر سے تراشی ہوئی پنڈلیوں پر بار بار ہاتھ پھیر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا باپ غسل کر کے نکل آیا۔ اب وہ تیاری کرنے لگی۔ حمید بر آمدے میں پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بورازیانہ غسل خانے میں جا چکی تھی۔ دفعتاً تھوڑی دیر بعد حمید نے ایک چیخ سنی۔ فریدی بھی چونکا۔ وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔" اس نے اس کے باپ سے پوچھا، جو غسل خانے کے قریب کھڑا اسے مخاطب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اندر سے بورازیانہ نے کچھ کہا۔ اس پر اس کے باپ نے بھی کچھ کہا، جو فریدی کی سمجھ میں نہ آسکا۔ البتہ اس نے اس کے چہرے پر کسی قسم کی تشویش کے آثار دیکھے۔

"کیا بات ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"اوہ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ وہ پھسل کر گر پڑی تھی۔ چوٹ نہیں آئی۔"

تھوڑی دیر بعد بورازیانہ بھی غسل کر کے باہر نکل آئی۔ اب وہ پہلے سے زیادہ نکھر آئی تھی۔ اس کی گردن کی ایک ہلکی سی سلوٹ میں دو چار بال پھنسے ہوئے تھے۔ نہ جانے کیوں حمید کے سینے میں کلبلاہٹ ہونے لگی۔

فریدی اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھور رہا تھا۔

"خدا کی قسم یہ بورازیانہ نہیں ہے۔" فریدی آہستہ سے بولا۔

"تو اتنی جلدی یہاں۔۔۔۔!"

"تم یہیں ٹھہرو۔۔۔۔!" فریدی نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دوسری طرف چلا گیا۔ حمید بیٹھا رہا۔ دفعتاً اس کی نظریں بورازیانہ کے پیروں پر پڑیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ تو سو فیصدی جولیا ہی کے پیر تھے۔ ویسے سبک اور نازک، حمید کو خوبصورت پیروں سے عشق تھا۔ اگر اسے ایک

بار بھی کہیں خوبصورت پیر نظر آجاتا تو پھر اس کی بناوٹ عرصہ تک اس کے ذہن سے چپکی رہتی تھی اور پھر جولیا کے پیر جنہیں اس نے کئی دنوں تک دیکھا تھا کیسے بھول جاتا۔ اس کا دل بڑی شدت سے دھڑکنے لگا۔ وہ قطعی خاموش تھی۔ بوہیمیا کے بادشاہ نے کئی بار گفتگو کی۔ لیکن وہ صرف نفی یا اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔ ہوٹل ڈی فرانس کا نمائندہ بھی آ گیا تھا۔ اس نے اس کا سامان اٹھوانا شروع کیا اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد چلے گئے۔ حمید بدستور بیٹھا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے۔ فریدی واپس آیا تو اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آنکھیں انگارا ہو رہی تھیں۔ وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ حمید نے بھی اس کی تقلید کی۔ فریدی غسل خانہ میں دیکھ رہا تھا۔

"وہ فرش پر پھسل کر گری نہیں تھی۔" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "یہ دیکھو کسی مرد کے پیر کے نشانات بالکل تازہ ہیں اور یہ.... اوہ.... خون.... کی بوند بخدا وہ اسے لے گئے۔" فریدی نے دوسرے دروازے کو دھکا دیا۔ یہ ایک دوسرا کمرہ تھا، جو باہر سے بند تھا۔ اس نے نیچے جھک کر کوئی چیز اٹھائی۔ یہ سر میں لگانے کا کلپ تھا۔ چمکدار ٹائیلس لگے ہونے کی وجہ سے قدموں کے نشانات نہیں مل سکے۔ البتہ یہاں بھی کئی جگہ خون کی بوندیں ملیں۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی۔ سامنے کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ باہر کی روشنی اندر آرہی تھی۔ یہ کمرہ دیوار ٹوٹنے سے پہلے بالکل تاریک رہا ہوگا کیونکہ اس میں کوئی روشن دان بھی نہیں تھا۔ یہاں پرانا اور ٹوٹا پھوٹا فرنیچر بھرا ہوا تھا۔ فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور دیوار کے خلاء سے باہر نکل گیا۔ حمید بھی اس کے ساتھ ہی بڑھا۔

"دوسری چوٹ....!" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "یہاں بھی خون ہے۔" اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ "اور کسی کار کے پہیوں کے نشانات! وہ لوگ اسے ادھر ہی سے لے گئے۔"

سامنے دور تک جنگل کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور وہ ہوائی اڈے کی عمارت کی پشت پر کھڑے تھے۔ پھر انہوں نے کار کے پہیوں کے نشانات پر چلنا شروع کر دیا۔

❁

"مجھے اس وقت خود اپنی ذات سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن بورا ذیانہ کا باپ اسے پہچان ہی لے گا۔" حمید نے کہا۔

"ناممکن قطعی ناممکن۔" فریدی نے کہا۔

"جولیا کے پیروں کی بناوٹ بورازیانہ کے پیروں سے بالکل مختلف ہے۔" حمید نے کہا۔

"اس چیز نے تو مجھے بھی اتنی جلدی اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور کر دیا تھا۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن کوئی باپ بیٹی کے پیروں کو اس طرح نہیں دیکھتا جس طرح تم دیکھتے ہو۔ تمہارے دیکھنے میں جنسیت کو دخل ہے۔ اسی لئے تم اسے اہمیت دیتے ہو.... اور پھر اس نے اسے اس بات کا موقع ہی کب دیا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے میرے جانے کے بعد فوراً ہی اسٹاکنگ پہن لئے ہوں گے۔"

"پہن تو لئے تھے۔" حمید فکر مندانہ لہجے میں بولا۔ "مجھے تو بورازیانہ کا باپ بھی نقلی ہی معلوم ہوتا ہے۔"

فریدی پھر جھک کر زمین کی طرف دیکھنے لگا۔ شاید ایک پہیئے میں ہوا کم تھی۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "یہ نشان دیکھو۔"

"ہاں معلوم تو یہی ہوتا ہے۔" حمید نے کہا۔

کچھ دور چل کر سیاہ اور پختہ سڑک شروع ہو گئی۔

"اگر وہ سڑک پر نکل گئے ہیں تب تو یہاں آنا ہی بے سود رہا۔" حمید نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔

فریدی زمین پر بیٹھ کر سڑک کو انگلی سے ٹٹولنے لگا۔ "قطعی بے سود نہیں رہا۔ حمید صاحب۔" وہ سڑک کے پار ادھر اُدھر دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ سڑک پر ہی ہو لئے ہیں کیونکہ دوسری طرف نشانات نہیں۔ دن بھر کی تیز دھوپ میں سڑک کا کولتار پگھل کر نرم ہو گیا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"تو آپ سڑک پر نشانات ڈھونڈیں گے۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔ "اس طرح تو آپ کو سینکڑوں نشانات مل جائیں گے۔"

"یہ نہ بھولو کہ مطلوبہ موٹر کے ایک پہیئے میں ہوا کم تھی اور شائد وہ پچھلا پہیہ تھا۔ اس نے خاص قسم کا نشان ڈالا تھا۔ میرے خیال سے اس میں اتنی ہوا کم تھی کہ اس کا ریم زمین سے لگ رہا تھا۔" فریدی جھک کر دیکھنے لگا۔

حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"موٹر یہاں سے مڑی ہے۔ اچھا اس نشان کو دیکھو۔ ان دونوں میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے؟" فریدی نے پوچھا۔

"یہ نشان اسی پہیئے کا ہے جس میں ہوا کم تھی۔ بس چپ چاپ چلے آؤ.... خواہ وہ ہونولولو تک ہی کیوں نہ لے جائے۔"

"اس طرح کب تک چلتے رہیں گے۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو زیادہ دور تک نہ جانا پڑے گا۔" فریدی نے کہا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ لوگ محکمہ جنگلات کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں سے فریدی نے کسی کو فون کیا۔

"کس سے بات کی ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"ڈی۔ آئی۔ جی صاحب سے۔"

"اس کیس کے متعلق....!" حمید نے پوچھا۔

"ہاں.... وہ تو فائل ملنے کے بعد ہی میں نے ان سے اپنے شبہے کا اظہار کر دیا تھا اور اس وقت میں نے انہیں نئے لیکن متوقع حادثے کی خبر دے دی ہے۔ چوکی سے نکل کر وہ پھر نشانات پر چل پڑے۔ ابھی کچھ کچھ دھوپ باقی تھی لیکن اس میں سرخی پیدا ہو چکی تھی۔

"اب اندھیرے میں کہاں بھٹکتے پھریں گے۔" حمید نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میرے مینٹل میں ایک چھوٹی سی ٹارچ پڑی ہے۔" فریدی نے کہا۔

"اگر مقابلہ کی نوبت آگئی تو۔"

"مقابلہ کریں گے۔" فریدی نے لاپرواہی سے کہا۔

"ریوالور....؟" حمید بولا۔

"وہ بھی موجود ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "مجھے تو پہلے ہی سے کھٹکا تھا کہ ہوائی اڈے پر ہی کوئی نہ کوئی واردات ضرور ہو جائے گی۔"

"وجہ....؟" حمید بولا۔

"بوہیمیا کی بجائے قاہرہ سے ہدایات کا موصول ہونا۔"

"آپ وہی ایک لکیر پیٹ رہے ہیں۔" حمید نے اکتا کر کہا۔

"وہ سب سے زیادہ اہم ہے۔" فریدی نے کہا۔ "ٹھہرو...." وہ پھر زمین پر جھک گیا۔

"یہاں سے کار یا لاری ادھر کچے راستے پر مڑ گئی۔" اس نے سر اٹھائے بغیر کہا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ "حمید صاحب میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ اس علاقے میں صرف دو عمارتیں ہیں۔ ایک تو محکمہ جنگلات کی چوکی اور دوسری یہاں سے تین میل کے فاصلے پر۔" فریدی نے کچے راستے کی طرف ہاتھ اٹھایا۔ "دوسری عمارت بالکل ویران مقام پر ہے۔ جنگ کے زمانے میں وہ فوجی رسد گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی اور اب شاید ویران پڑی ہے۔ میرے خیال سے اسے کسی تعلقہ دار نے خرید لیا تھا اب وہاں کیا ہے، یہ میں نہیں جانتا۔"

"تو آپ نے پہلے ہی وہاں پر چھاپہ کیوں نہیں مارا۔"

"کہہ تو رہا ہوں کہ وہ محض اندازہ تھا۔ لیکن اس وقت یقین آ گیا ہے اور یونہی خواہ مخواہ چھاپہ مار کر کیا کرتا۔ اب اگر بورازیانہ وہاں سے برآمد ہو جاتی ہے تو سارا کام بن جائے گا۔ پہلے میرے پاس ان کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں تھا اور اب دونوں ہم شکلوں کی موجودگی میں مجھے ان کے خلاف جرم ثابت کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔" وہ کچے راستے پر چل پڑے تھے۔

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جولیا کے بال۔" حمید نے کہا۔

"بالوں کی رنگت....!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب زادے ہلکے کتھئی رنگ کے خضاب کے ذریعہ یہ دشواری بھی حل کی جا سکتی ہے۔ جولیا نے بورازیانہ کے بالوں کے رنگ کا خضاب لگا رکھا تھا۔" دونوں پھر خاموش ہو گئے۔ کپکپاتی ہوئی دھوپ اونچے درختوں کی چوٹیوں پر آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی اور جنگل انواع و اقسام کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ کچے راستے کے دونوں طرف گھنی جھاڑیوں میں جھینگروں نے اپنی ریں ریں، ٹیں ٹیں شروع کر دی تھی۔

وہ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انہیں کسی کار کی آواز سنائی دی۔ دونوں جھاڑیوں میں گھس گئے۔ چند لمحوں کے بعد ایک کار گرد اڑاتی ہوئی تیزی سے گزر گئی۔

"تم نے دیکھا....؟" فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"بھلا اتنی بڑی چیز کیسے نہ دیکھتا۔ اگر اندھا بھی ہوتا تو کم از کم آواز تو سن ہی لیتا۔ کار پر کون تھا؟ میں غور نہیں کر سکا۔"

"جمشید تھا....!"

"وہی اس کیفے کا مالک....!"

"ہاں اچھا اب آؤ لوٹ چلیں۔" فریدی نے کہا اور جھاڑیوں سے نکل آیا۔ وہ جھکا ہوا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔

"یہی کار تھی یہ نشان دیکھو۔ مگر شاید واپسی کے لئے بھی اسے جلدی ہی تھی۔ تبھی تو اس پہیوں میں ہوا نہیں بھری تھی۔" وہ دونوں پھر سڑک کی طرف واپس جا رہے تھے۔

"کیوں! کیا معاملہ کل پر چھوڑ دینے کا ارادہ ہے۔" حمید نے کہا۔

"نہیں ابھی اور اسی وقت ورنہ بورازیانہ نہ جانے کہاں جا پہنچے۔" فریدی نے جواب دیا۔

"تو کہاں چلے؟"

"ڈی۔ آئی۔ جی کو فون کروں گا۔ اب اس معاملہ کو جلد از جلد ختم کر دینا چاہئے ورنہ میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔"

"فکر نہ کیجئے۔" حمید طنزیہ لہجے میں بولا۔ "ڈاکٹر ضرغام بڑا اچھا سرجن ہے۔"

"فکر کس بات کی اس کی مدد کے بغیر بھی تمہارے ساتھ شادی کر ہی نہ سکوں گا۔"

"خیر اس سلسلے میں کئی بار آپ کی خدمت میں ہمدرد دواخانے کا لٹریچر پیش کر چکا ہوں۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔

"اس قسم کے برجستہ جواب پسند آتے ہیں۔" فریدی اس کی پیٹھ پر گھونسہ جما کر بولا۔

وہ محکمہ جنگلات کی چوکی کے قریب پہنچ گئے تھے۔ فریدی نے پھر اندر جا کر فون کیا اور واپس آ گیا۔

"کوئی خاص انتظام....!" حمید نے پوچھا۔

"نہیں صرف پندرہ آدمی۔"

"صرف پندرہ کیوں؟" حمید نے کہا۔ "کیا آپ مجرموں کی صحیح تعداد سے واقف ہیں۔"

"نہیں! لیکن وہ عمارت میری دیکھی ہوئی ہے۔ اس کی پوزیشن ایسی ہے کہ اگر سلیقے سے حملہ کیا جائے تو پندرہ ہی کافی ہوں گے۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ سے کیا فائدہ۔"

اندھیرا پھیل چکا تھا۔ نو دس بجے سے قبل چاندنی کی توقع بھی نہیں تھی۔ انہوں نے چوکی کے قریب ہی ایک گھنا درخت منتخب کیا اور اس پر چڑھ گئے۔

"آپ کے ساتھ رہ کر بھی بالکل بندروں کی سی زندگی ہو جاتی ہے۔"

"شکر کرو..... بندروں ہی جیسی ہو جاتی ہے۔ ورنہ اس زمانے میں زندگی کہاں ملتی ہے۔"

فریدی ہنس کر بولا۔

"اگر یہیں سے ٹپک پڑوں تو قیامت تک کی زندگی کا مزہ آجائے۔"

"ارے یار..... تو اپنی جان کو اتنی اہمیت کیوں دیتا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "تیرے مرجانے سے زندگی تو فنا ہوگی نہیں۔ پھر خوف کس بات کا۔ بس ذرا زندگی کا ایک مظہر کم ہو جائے گا۔"

"لیکن میں زندگی کے دو چار اور مظاہر بنا لینے سے پہلے نہیں مرنا چاہتا۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری..... ورنہ تم میں رکھا ہی کیا ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"خیر چھوڑیئے اس بحث کو.....!" حمید اکتا کر بولا۔ "مایوسی کی صورت میں زنانہ دواخانے سے ساڑھے تین روپے میں ایک بچہ خرید لوں گا۔"

پھر وہ دونوں کافی دیر تک ادھر اُدھر کی تفریحی باتیں کرتے رہے۔ حمید کے لئے یہ پہلا اتفاق نہیں تھا۔ اس نے بارہا فریدی کو ایسے موقعوں پر ادھر اُدھر کی بے تکی باتیں کرتے سنا تھا۔ اس کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ وہ مجرموں کے گرد اپنا جال بن کر اس طرح مطمئن اور بے تعلق ہو جاتا تھا جیسے اس نے انکے ہتھکڑیاں ہی لگا دی ہوں۔ بہر حال ایسی حالت میں حمید کسی سخت اور خطرناک مقابلے کی توقع ضرور رکھتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں سڑک پر ایک کار دکھائی دی جس کے اندر کسی نے دیا سلائی جلا کر سگریٹ سلگائی اور اس کی روشنی میں اس کا دھندلا سا چہرہ دکھائی دیا۔

"پہچانا.....!" فریدی آہستہ سے بولا۔

"نہیں.....!"

"ڈاکٹر ضرغام.....!"

پھر حمید نے کار کو کچے راستے پر مڑتے دیکھا۔ تھوڑی دیر تک سناٹے مین انجن کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر سکوت طاری ہو گیا۔ بہت دور کی جھاڑیوں میں کار کی لائیٹس کا عکس کبھی کبھی چمک اٹھتا تھا۔

"چلو یہ بھی بڑا اچھا ہوا۔" فریدی نے کہا۔ "میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ وہ بھی یہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ جمشید اسے اپنی کامیابی کی اطلاع دینے گیا تھا۔" حمید بولا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر فریدی بولا۔ "ابھی تک وہ نہیں آئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ضرغام کی

موجودگی ہی میں ان پر حملہ کر دیا جائے۔" حمید سوچ میں پڑ گیا تھا۔ اس گروہ کی طاقت کا حال اس پر اچھی طرح ظاہر تھا۔ اس کے افراد چالاک بھی تھے اور دلیر بھی۔ دن دہاڑے ہوائی اڈے سے کسی کو اغوا کر کے لے جانا آسان کام نہیں تھا اور اغوا بھی کیسا۔ ایک شکل کو دوسرے ہم شکل سے بدلنا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ محکمہ سراغ رسانی کا ایک آفیسر ان کے کرتوت سے واقف ہو چکا ہے۔ ایسے آدمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف پندرہ آدمی؟

دفعتاً اس کی نظر فریدی کی طرف اٹھ گئی، جو اپنی چھوٹی سی ٹارچ روشن کر کے بلا رہا تھا۔ پھر اسے نیچے کچھ دور پر ایک دوسری ٹارچ دکھائی دی۔

"اتر چلو....!" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "وہ آگئے۔"

پھر تھوڑی دیر بعد سترہ آدمیوں کی پارٹی گھنے جنگل میں گھس رہی تھی۔

فریدی نے مختصر راستہ اختیار کیا تھا اور بے دھڑک جھاڑیوں میں گھستا پھر رہا تھا۔ ٹارچ استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ محض اپنی یادداشت کے سہارے اندھیرے میں اُس پراسرار عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹے کی جدوجہد کے بعد وہ لوگ منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ عمارت کافی طویل و عریض تھی اور اس کی بند کھڑکیوں کے دھندلے شیشوں سے روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ فریدی نے دو دو تین تین آدمیوں کو جھاڑیوں میں چھپانا شروع کر دیا۔ ترتیب کچھ ایسی تھی کہ پوری عمارت چاروں طرف سے گھر گئی۔ پھر وہ انہیں ضروری ہدایات دے کر عمارت کی پشت پر آیا۔ چاروں طرف گہرا سناٹا تھا۔ اکثر عمارت کے اندر سے قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"حمید۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "اوپر چلنا ہے۔ یہ لو ریوالور اور کارتوس....!"

"اوپر.... لیکن کیسے؟"

"یہ درخت دیکھ رہے ہو۔ اس کی ایک شاخ چھت پر جھکی ہوئی ہے۔"

حمید نے ایک گہری سانس لی اور درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ دوسرے لمحہ میں وہ درخت پر چڑھ رہا تھا۔ فریدی بھی اس کے بعد چڑھنے لگا۔ دونوں بہ آسانی چھت پر اتر گئے۔ چھت بالکل سپاٹ تھی۔ البتہ نچلے صحن کے چاروں طرف دو دو فٹ اونچی دیواریں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں رینگتے ہوئے دیوار کے قریب آئے۔ صحن میں جھانک کر دیکھا۔ وسیع صحن میں چاروں

طرف چھوٹی چھوٹی میزیں بچھی ہوئی تھیں جن میں چار چار کی ٹولیوں میں بتیس آدمی بیٹھے ہوئے شراب یا کافی پی رہے تھے۔ ڈاکٹر ضرغام ٹہل رہا تھا۔ ایک آرام کرسی پر بورازیانہ پڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر بے چارگی کے اثرات پھیلے ہوئے تھے۔ ضرغام بار بار رک کر اس کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

دفعتاً فریدی نے ایک ہوائی فائر کیا جس کے جواب میں محاصرہ کرنے والوں نے بھی عمارت پر باڑھ ماردی۔ کھڑکیوں کے شیشوں کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ضرغام.....!'' فریدی اوپر سے چیخا۔ ''تم ہار گئے۔ چپ چاپ خود کو ہمارے حوالے کردو۔''

یک بیک اندر سے تین چار فائر ہوئے اور صحن میں لگے ہوئے لیمپ چکنا چور ہوگئے۔ پھر ایک طویل کرب ناک اور بتدریج مضمحل ہوتی ہوئی چیخ سنائی دی۔ کسی عورت کی چیخ، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے اس کے سینے میں خنجر اتار دیا ہو۔ فریدی نے اندھادھند فائر کرنے شروع کردیئے۔ حمید بھی بڑی مستعدی سے اندھیرے میں فائرنگ کررہا تھا اور اب نیچے سے بھی فائر ہونے شروع ہوگئے۔ اندر شائد مجرموں نے بھی اپنی رائفلیں سنبھال لی تھیں۔ کبھی کبھی ایک آدھ چیخ بھی سنائی دے جاتی تھی۔ نیچے دروازوں اور کھڑکیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید فریدی کے ساتھیوں نے دروازوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ فریدی آہستہ آہستہ نیچے جانے والے زینوں کی طرف رینگنے لگا۔

''یہ خطرناک ہے۔'' حمید آہستہ سے بولا۔

''فکر مت کرو..... تم اپنی جگہ پر مستعد رہو اور فائرنگ جاری رکھو۔''

پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے حمید کی نظروں سے غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اندر بہت ہی شدید قسم کی جنگ چھڑ گئی ہو۔ پے در پے چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید باہر کے لوگ بھی اندر گھس گئے تھے۔ دفعتاً اس نے فریدی کی آواز سنی جو چیخ کر کہہ رہا تھا ''اوپر اپنا آدمی ہے۔'' حمید بھی رینگ کر زینے کے قریب آگیا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کی گولی اس کے کسی ساتھی کو نہ لگ جائے۔

متواتر دو گھنٹے تک گولیاں چلتی رہیں۔ پھر یک بیک سناٹا چھا گیا۔ البتہ چیخنے اور کراہنے کی

آوازیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ دفعتاً صحن میں روشنی دکھائی دی۔ فریدی ہاتھ میں ایک پٹرومیکس لیمپ لٹکائے ہوئے باہر آیا۔

"حمید اگر زندہ ہو تو نیچے آجاؤ۔"

اس نے نیچے سے آواز دی۔ لیکن پھر دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ بورازیانہ کی لاش کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔

اس کے سینے میں ایک خنجر پیوست تھا اور چہرہ اس قدر بگاڑ دیا گیا تھا کہ خدا کی پناہ۔ حمید نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بورازیانہ کے چہرے کا سارا گوشت کاٹ لیا گیا تھا۔ دوسری طرف صحن کے پختہ فرش پر گویا خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ بے شمار لاشیں پڑی ہوئی تھیں، جن میں ان کے ساتھیوں کی بھی لاشیں تھیں۔ کچھ تو اب تک سسک اور کراہ رہے تھے۔ فریدی تھوڑی دیر تک بورازیانہ کی لاش کی طرف دیکھتا رہا پھر کمروں کی طرف پلٹ آیا۔ حمید بھی اس کے ساتھ تھا۔ فریدی کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اس کی آنکھیں غم ناک تھیں۔

حمید نے ضرغام کو دیکھا جو فرش پر بندھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔

"اس کے گھونسے نے میرا سر پاش پاش کر دیا تھا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن سامنے والی دیوار نے اس کا ہاتھ توڑ دیا۔" پھر وہ ضرغام کو مخاطب کر کے بولا۔

"کیوں ضرغام.... تم واقعی بہت دلیر ہو اور بہت ذہین بھی، لیکن اسے کیا کیا جائے کہ میرے علاقے میں سازشیں بہت کم بار آور ہوتی ہیں۔" ضرغام کچھ نہیں بولا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اب وہ اپنی ہی بوٹیاں نوچنے کے متعلق غور کر رہا ہو، پھر وہ برآمدے میں آگئے۔ انکے ساتھیوں میں سے صرف آٹھ زندہ بچے تھے۔ سترہ مجرم حراست میں آگئے اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو زخمی نہ رہا ہو۔ فریدی کے چہرے پر بھی دو تین خراشیں تھیں جن سے خون رس رہا تھا۔

"آپ کے چوٹ کس طرح آئی۔" حمید نے پوچھا۔

"ضرغام کے ناخن۔" فریدی نے کہا۔ "میں تو ہمت ہار چکا تھا۔ خدا کی پناہ۔ اتنا طاقت ور آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ اگر اس کا ہاتھ نہ ٹوٹتا تو وہ کبھی قابو میں نہ آتا۔ وہ تو کہو میں پھرتی سے ہٹ گیا اور اس کا گھونسہ دیوار پر پڑا.... ورنہ خیر.... اف فوہ.... کتنا خون بہہ

گیا.... اور وہ بے چاری۔"

وہ رات بھاگ دوڑ میں گزر گئی۔ وہاں سے واپسی پر فریدی ہوٹل ڈی فرانس میں پہنچا۔ بوہیمیا کے فرمانروا کو اس حادثے کی خبر سنائی اور وہ ہنس کر کہنے لگا۔ "شاید تم زیادہ پی گئے ہو۔"

اس کی لڑکی جولیا بھی جاگ پڑی تھی اور اس کے رونے پر تو فریدی خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا اور حمید کے سینے میں تو نفرتوں کا جوالا مکھی پھوٹ رہا تھا۔ جولیا نے نہ صرف انہیں پہچاننے سے انکار کر دیا بلکہ ان کے اس خیال کا مضحکہ بھی اڑایا کہ بوہیمیا کی شہزادی بدل دی گئی ہے۔ اس نے دھمکی دی کہ اگر وہ چپ چاپ چلے نہ جائیں گے تو وہ پولیس کو فون کر دے گی کہ دو شرابی ان کے کمروں میں گھس آئے ہیں۔"

تھکن کی وجہ سے اس وقت فریدی کا ذہن کسی آخری فیصلے پر نہ پہنچ سکا۔ لہٰذا وہ ان کی نگرانی کے لئے دو آدمی چھوڑ کر وہاں سے لوٹ آیا۔

دوسرے دن صبح ہی صبح ڈی۔ آئی۔ جی نے فریدی اور حمید کو اپنے بنگلے پر طلب کیا۔

"بھئی اس معاملے کو یہیں ختم کر دو۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے فریدی سے کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"بورازیانہ والا معاملہ.... اوپر سے یہی حکم آیا ہے کہ اس مسئلہ پر اب کوئی مزید تحقیق نہ کی جائے۔ البتہ اگر ضرغام کے خلاف کچھ اور چارج لگائے جائیں تو بہتر ہے۔"

"آخر کیوں....!" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"اب یہ نہ پوچھو....!"

"تو یہ خون کا دریا مفت میں بہایا گیا۔ بورازیانہ کی لاش بھی موجود ہے۔ لیکن اس کی شناخت نہ ہو سکے گی۔"

"خود اس کے باپ نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا ہے۔"

"لیکن میں ثابت کر دوں گا۔" فریدی جھلا کر بولا۔

"ہماری حکومت اس کے لئے تیار نہیں۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ میں کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑتا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔"

"اگر ٹھیک ہے تو پھر مجھے یہ معلوم کرنے دیجئے کہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کو پہچاننے سے کیوں انکار کر دیا۔ اگر چہرہ بگاڑ دیا ہے تو کیا ہوا۔ اس کے دوسرے اعضاء تو صحیح و سالم ہیں۔"

"بھئی اس قصے کو ختم کرو۔ ضرغام کو پھانسی پر چڑھانے کے لئے یہی کیا کم ہے کہ اس نے تین خون کئے جن میں سے ایک گم نام لڑکی بھی ہے۔"

"گمنام لڑکی....!" فریدی نے جھنجھلا کر کہا۔ "میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ بورازیانہ ہے۔"

"مجھے یقین ہے۔"

"پھر آخر حکومت کیوں....؟"

"بھئی یہ ایک دوسری حکومت کا راز ہے اور دونوں لڑکیاں غیر ملکی تھیں۔ ضرغام نے جن دیسیوں کا خون بہایا ہے اس کے لئے اس پر مقدمہ چلایا جائے گا اور اگر دوران سماعت خود اسی نے سارا راز اگل دیا تو....!"

"مقدمہ کھلی عدالت میں نہیں ہو گا۔"

"یہ سراسر ظلم ہے۔ دو الگ الگ ملکوں میں بھی انسان ہی بستے ہیں اور ان میں سے کسی کی رگوں میں خون کی بجائے پانی نہیں ہوتا۔"

"امور مملکت میں ہم دخل انداز نہیں ہو سکتے۔"

"تو خیر.... پھر میرا استعفےٰ آپ کو آفس میں مل جائے گا۔" فریدی برافروختگی کے عالم میں اٹھتا ہوا بولا۔

"مجھے اسی کا خدشہ تھا۔" ڈی۔ آئی۔ جی مسکرا کر بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔ حکومت تم جیسے کام کے آدمی کو بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ میں اوپر والوں کو تمہاری افتاد طبع سے پہلے ہی آگاہ کر چکا ہوں۔ آخر تم استعفےٰ کیوں دینا چاہتے ہو۔"

"تاکہ آزادی کے ساتھ اس راز کا پتہ لگا سکوں۔"

"میں خود تمہیں بتا سکتا ہوں۔ لیکن راز داری کے وعدے کے ساتھ ہی ساتھ تمہیں یہ وعدہ بھی کرنا پڑے گا کہ تم اس کے بعد استعفےٰ نہیں دو گے۔"

فریدی کچھ دیر خاموش رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"مجھے منظور ہے۔"

ڈی۔ آئی۔ جی تھوڑی دیر تک پر خیال انداز میں فریدی کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔ ’’جولیا ہی بوہیمیا کے تاج کی صحیح وارث ہے۔‘‘

’’کس طرح....!‘‘ فریدی بے چینی سے پہلو بدل کر بولا۔

’’بورازیانہ حقیقتاً شاہ بوہیمیا کی بیٹی نہیں تھی۔ اس نے اسے بیٹی کی طرح پالا تھا۔ جولیا حقیقتاً اس کی بیٹی تھی اور اس کی پرورش ہنگری کے ایک غریب گھرانے میں ہوئی تھی۔ شاہ کو تخت کے چند دشمنوں کی طرف سے خدشہ تھا کہ وہ اس کی بیٹی کو زندہ نہیں رہنے دیں گے لہٰذا اس نے جولیا کو شیر خواری ہی کے عالم میں ہنگری بھجوا دیا تھا اور اس کی جگہ ایک لاوارث بچی کو دے دی تھی۔ وہ بھی بورازیانہ ہی کہلاتی تھی۔ جوان ہو کر وہ بھی اپنی قوم میں بہت مقبول ہو گئی۔ شاہ کو فکر تھی کہ اب وہ اپنی لڑکی کو کس طرح واپس بلائے۔ اس دوران میں اس کے وہ دشمن بھی ختم ہو چکے تھے جن کی طرف سے اسے خدشہ تھا۔ وہ اس راز کو ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے یہی تدبیر سوچی کہ جولیا کی شکل تبدیل کر کے اسے بورازیانہ کی شکل میں لایا جائے۔ یہ کام امریکہ میں بھی آسانی سے ہو سکتا تھا لیکن وہاں اس بات کے پھیلنے کا خطرہ تھا۔ اس دوران میں اس کی نظروں سے ڈاکٹر ضرغام کا کوئی مضمون گذرا جس میں اس نے اپریشن کے ذریعے شکل تبدیل کرنے کے امکانات پر بحث کی تھی۔

اس نے اس سلسلہ میں ضرغام سے خط وکتابت کی اور وہ اس پر تیار ہو گیا۔

پروگرام یہ تھا کہ جولیا کو کچھ بتایا نہ جائے۔ اس کی شکل تبدیل کر کے اسے بورازیانہ کے عادت واطوار اور آداب شاہی سکھائے جائیں۔ جب وہ سب کچھ سیکھ جائے تو اسے اس راز سے آگاہ کیا جائے۔ ورنہ شروع میں خوشی کے مارے اس کے پاگل ہو جانے کے امکانات بھی ہو سکتے تھے۔ بورازیانہ کے متعلق یہ پروگرام تھا کہ اسے جولیا کی پہلی شکل میں لا کر ہنگری بھجوا دیا جائے۔ اسے مار ڈالنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ اگر وہاں کسی سے اس تبدیلی کا ذکر بھی کرتی تو لوگ اسے پاگل سمجھتے۔ ہنگری والے جنہوں نے جولیا کی پرورش کی تھی شاہی خاندان کے خاص وفاداروں میں سے تھے کسی سے اس واقعے کا تذکرہ نہ کرتے اور اگر بورازیانہ انہیں جولیا کی شکل میں مل جاتی تو اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتے اور مشہور کر دیتے کہ کسی اچانک حادثے کی وجہ سے ان کی لڑکی کا یا تو واقعی دماغ خراب ہو گیا ہے یا پھر وہ اچانک غائب ہو جانے کے باعث بازیافت پر

والدین کے عتاب ڈر سے پاگل بن گئی ہے۔"

فریدی متحیرانہ انداز میں ڈی۔ آئی۔ جی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے۔" فریدی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "قاہرہ سے راز داری کی استدعا کرنے کا یہ مطلب تھا کہ ضرغام نے شاہ کو جولیا کے غائب ہونے کی خبر بھجوادی تھی لیکن اسے توقع تھی کہ وہ اُسے ڈھونڈ نکالے گا اور اسکے مل جانے پر ہی اس نے اسے مطلع کیا ہوگا۔ مگر وہ تار اسے قاہرہ میں نہ مل سکا ہوگا۔ البتہ دوسرے دن یہاں ڈاکٹر ضرغام کو قاہرہ سے ان کی روانگی کا تار ملا ہوگا؟"

"قطعی یہی بات تھی۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے سر ہلا کر کہا۔

فریدی پھر خاموش ہوگیا۔ اس کے چہرے سے گہری سوچ کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

"ڈاکٹر ضرغام کے دوسرے جرائم کا کیا ہوگا۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

"اس کے ساتھیوں نے وہ جگہیں بتا دی ہیں۔ اب موٹر ڈرائیوروں کی لاشیں برآمد کی جائیں گی۔ بہر حال یہ میری زندگی کی پہلی شکست ہے۔"

"شکست کیوں.....!" ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا۔ "اگر حکومت درمیان میں نہ آجاتی تو تم نے سارے عقدے ہی حل کر لئے تھے۔"

"مجھے عقدوں سے زیادہ بے گناہوں کی جانوں کا خیال رہتا ہے۔ وہ غریب لڑکی بھی مفت میں ماری گئی اور اتنا خون فضول بہا اور اس لئے کہ مجرم ایک بادشاہ ہے۔"

اس واقعے کے بعد فریدی عرصے تک غمگین رہا۔

کچھ دنوں کے بعد جولیا اپنے باپ کے ساتھ بوہیمیا واپس چلی گئی۔

اپنے دوران قیام میں اس نے کئی بار فریدی سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔

ختم شد